ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل

اسلام آباد

شمارہ نمبر 93 | قیمت 20 روپے | مارچ 2007ء



جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ تلیس گنگ چھے بلتستان

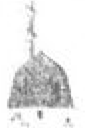
اطلاع عام

تمام نوربخشیوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ماضی کی مانند علمائے نوربخشیہ کی جانب سے ہر قسم کے تنازعات کے شرعی حل اور فیصلے کے لئے محکمہ شرعیہ صوفیہ نوربخشیہ کی پلیٹ فارم سے سستا، جلد اور فوری انصاف کی فراہمی کا اہتمام کیا گیا ہے جہاں نہ وکیل کی ضرورت نہ پیشی پر پیشی بھگتنے کی حاجت حق بحقدار پہنچانے کی صحیح اسلامی روایت قائم ہوگئی ہے لہذا ضرورت مند حضرات شرعی فیصلوں کے لئے علمائے نوربخشیہ کی سپریم کونسل کے درج ذیل علماء وقضات سے رجوع کریں۔

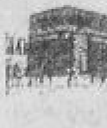
1- مولانا مفتی محمد عبداللہ تھسکو نگ خپلو چیئرمین
2- مفتی سید جمال الدین براہ خپلو
3- مفتی علی محمد ھادی گلاب پور شگر
4- مفتی عارف حسین تلس مشہ بروم
5- مفتی غلام محمد نعیمی تھلے ڈوغنی
6- مفتی علامہ محمد بشیر صاحب، راولپنڈی اسلام آباد
7- مفتی عبدالحلیم نوربخشی، کراچی

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب



انٹرنیشنل

ماہنامہ

نوائے صوفیہ

مدیر: علامہ محمد بشیر

تاریخ: مارچ 2007ء

شمارہ نمبر: 93

قیمت: 20

فہرست مضامین

برائے خط و کتابت

A-358، سیکٹر G-6/1-1،

اسلام آباد، پاکستان۔

نوٹ:

مضامین اور مندرجات کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے۔

چیک، ڈرافٹ بنام

ماہنامہ نوائے صوفیہ

اکاؤنٹ نمبر 1778

UBL سیکریٹریٹ برانچ، اسلام آباد

ایڈیٹر اینڈ پبلشر ایم بشیر نے انٹرگرافک پرنٹرز آئی نائن فور اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ G-6/1-1،358-A، اسلام آباد سے شائع کیا۔

(اداریہ)

تفکر و تذکر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عالم آب وگل میں مختلف قسم کے ذی روح پائے جاتے ہیں۔ بہت سے ذی روح چار ٹانگوں والے جانوروں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان میں کئی قسم کے درندے ہوتے ہیں۔ درندے حرام گوشت والے جانور ہوتے ہیں۔ بہت سے جانور حلال گوشت والے ہوتے ہیں۔ فضا میں محوِ پرواز پرندوں کی مختلف قسمیں پائی جاتی ہیں۔ پرندوں میں بہت سے پرندے شکاری پرندے ہوتے ہیں۔ حشرات الارض کی بے شمار قسمیں پائی جاتی ہیں۔ ان سب کو ربّ العالمین نے ہم انسانوں کے فائدے کے لئے پیدا کیا ہے چنانچہ ربّ العالمین نے قرآن میں میں خلق لکم ما فی لارض جمیعا. اس کا تذکرہ فرمایا ہے۔ الغرض ہر قسم کے مختلف جانوروں کا اپنا اپنا مخصوص معاشرہ ہوا کرتا ہے۔ اپنے اپنے مخصوص معاشرے کے مطابق ہر قسم کے جانور وغیرہ کائنات میں اپنی اپنی زندگی کے ایام گزارتے رہتے ہیں۔ اپنے اپنے انداز معاشرت میں ردوبدل کرنے کا رجحان ان میں ناپید ہوتا ہے۔ تمام کے تمام جانور وغیرہ اپنے اپنے ذاتی مفادات میں محدود سوچ کے حامل ہوا کرتے ہیں۔ ادراک کلیات والی صفت ان میں نہیں پائی جاتی۔ ایک انسان نامی مخلوق کو رب العالمین نے ادراک کلیات کی صفت سے نوازا ہے۔ چنانچہ کائنات میں انسان ہی کی حکمران کا طوطی بولتا ہے۔ تاہم رب العالمین نے انسان کو عام جانوروں کی طرح بے لگام نہیں چھوڑا بلکہ ایک خاص قسم کا معاشرہ اپنانے کا پابند بنایا ہے۔ چنانچہ انسانوں کی ایک بڑی تعداد رب العالمین کی اس پابندی کو قبول کر کے قابلِ رشک انسانی معاشرہ اپنائے ہوئے ہیں۔

الغرض رب العالمین کی عائد کردہ پابندیوں کے عین مطابق ایام گزارنے والے انسانوں کو اہلِ اسلام کا نام دیا جاتا ہے۔ گویا رب العالمین کی عائد کردہ پابندی کا نام اسلام ہے۔ اس پابندی کو بخوشی قبول کرنے والے مسلمان کہلاتے ہیں۔ خیر القرون سے جس قدر دوری ہوتی جارہی ہے اسی قدر خالق کائنات کی عائد کردہ پابندی میں رخنہ اندازی والی کوتاہی ہوتی جارہی ہے۔

آمدیم برسرِ مطلب

یہ امر شک سے بالاتر ہے کہ ہم صوفیانہ اسلامی معاشرہ اپنانے والے ہیں۔ یہ ہمارا قابلِ رشک ادعا تھا جو مدت دراز تک عملی زندگی گزارنے کے حوالے سے قابلِ رشک رہا۔ رفتہ رفتہ کرّ الزمان اور مرّ العیش کی رنگینیوں نے ہمارا معنوی حلیہ بگاڑ کے رکھ دیا۔ ہم خوبصورت باتوں کا سہارا لے کر دل کو بہلاتے ہی رہے۔ ہماری ایک بڑی تعداد خوبصورت اور پُرفریب برین واشنگ کے سیلاب میں بہہ گئی۔ معنوی تباہ کن سیلاب کا ریلا ہم کو بہالے جانے کے لئے برابر آگے بڑھتا ہوا نظر آرہا ہے۔ اس کے باوجود ہم خواب غفلت پڑے ہوئے ہیں۔ نہیں نہیں بلکہ ہم مجرمانہ بے خبری کے دلدل

میں پھنسے ہوئے ہیں۔ شریعت محمدیہ کے مطابق عملی زندگی گزارنے کے بجائے مذہبی رسومات میں جاہلوں کی باتوں کو فوقیت دی جاتی ہے۔ ہم اپنے فقہی احکام سے یکسر بیگانہ رہنے کو ترجیح دینے میں لگے ہوئے ہیں اور غیروں کی نقالی کا کوئی تنکا نظروں سے اوجھل ہونے نہیں دیتے۔ اس قسم کے قابل مذمت رجحان پہ جاہلوں کا طبقہ ہر وقت نازاں رہتا ہے۔ وہ باب خناس کے مشورے سے اپنی جاہلانہ گرفت مضبوط رکھنے کے لئے بھیانک انجام سے منہ موڑ کر مجرمانہ خاموشی اختیار کرنے والے بعض مطلب پرست اہل علم کا اعتماد حاصل کرتا ہے تاکہ غیروں کی نقالی کو برابر فروغ ملتا رہے اور اخلاص کا جنازہ ہی ہر سُو نکالا جائے۔ تُفو بر تُو اے چرخ گردان تُفو۔

ایک مضحکہ خیز رجحان

غیروں کی نقالی کا بھوت ہم پر یوں سوار رہتا ہے کہ شریعت محمدیہ میں واضح طور پر موجود بہت سی عبارتوں کو جان بوجھ کر نظرانداز کر دیتے ہیں۔ گویا ہماری عقل یہاں پر عدم سے ہمکنار ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی ظلمتِ شب کو سحر کی روشنی قرار دینے لگ جائے تو ہم اُسے بھی مان لینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ صورت حال اس بات کی واضح نشاندہی کرتی ہے کہ ہمارا عقیدہ ہی بُری طرح مسخ ہو گیا ہے۔ اسی وجہ سے ہم غیروں کی کھلی نقالی کو شریعتِ محمدیہ پر ترجیح دینے پر نازاں رہتے ہیں۔ یہ رویہ نہ صرف نفاق پسندی ہے بلکہ مذہبی بے غیرتی کا بھی بین ثبوت ہونا مشکوک نہیں۔ صوفیانہ اسلامی معاشرہ اپنانے کے دعویداروں کے لئے ہم اُن عبارتوں کی نشاندہی کرنا چاہیں گے جو شریعت محمدیہ میں موجود ہیں اور ہم اُن عبارتوں سے صرف نظر کئے ہوئے ہیں۔ اگر شریعت محمدیہ میں موجود اُن عبارتوں کے بارے میں کوئی لب کشائی کرے تو اُس پر ہر طرف سے رنگین فتوے داغے جاتے ہیں۔ گویا حق کی تبلیغ ہمارے ہاں جرم ہے۔ جب تبلیغ حق جرم ہو تو باطل کو فروغ کیوں نہ ملے گا۔ وہ عبارتیں صرف کتاب کی زینت بنی ہوئی ہیں اور عمل کو ترس رہی ہیں۔ وہ عبارتیں ہر وقت شکوہ کناں رہتی ہوں گی کہ ہم شریعت محمدیہ ہی میں شامل ہیں اور لوگ ہم کو بالا طاق رکھ دیتے ہیں۔ بروز قیامت ہمارا ہاتھ ہو گا اور ہم سے جان بوجھ کر صرف نظر کرنے والوں کے گریبان۔

لطف کی بات ہے کہ ہم خود اُن عبارتوں پر عمل کرنے کو عار سمجھ رہے ہیں۔ بعض اوقات لوگوں سے کوسوں دور کسی سنسان جگہ جانے کا اتفاق ہو جائے تو وہاں اگر ہم بھی اُن عبارتوں پر عمل پیرا ہونے کی کوشش میں قدرے کامران رہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ وہاں کوئی دوسرا ہم کو دیکھنے والا نہیں ہوتا۔ یہ بھی ایک قسم کی رنگین مجبوری قرار دی جا سکتی ہے۔ ہمیں بیدار ہونے کی ضرورت ہے۔ لوگوں کو اصل حقیقت سے روشناس کرانے کے لئے ہم آئندہ شمارے سے یکے بعد دیگرے اُن عبارتوں کی نشاندہی کر کے اپنا امتیازی مقام دکھانے کی کوشش کریں گے۔ اللہ نے ہم کو عقل عطا کی ہے۔ ذرا اُس عقل سے بھی کام لینا ضروری ہے۔ کیا جس گروہ کی نقالی پہ ہم نازاں رہتے ہیں وہ گروہ ہمارے کسی عمل کی نقالی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ وہ ہماری نقالی اپنانے کو کبھی تیار نہیں اور نہ ہوں گے۔ غیروں کی نقالی والی بیماری ہماری بعض ذمہ دار مرکزی قیادت کی مجرمانہ کاہلی کے نتیجے میں ہم کو لگی ہے۔ ہمارے لئے مخلص بن کے عملی زندگی گزارنے کی موجودہ دور میں سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

دعا ہے کہ خدا ہمیں اُخروی سرخروئی عطا کرے۔ آمین

☆☆☆

(گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعہ شریعتِ محمدیہ

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

و اما بالاختیار فینبغی ان تکون الصلوتان موافقتین فی الوقت والوجوب الا لمن جمع بین الصلوتین فیجوز فیه لمن یصلی الظهر الاقتداء بمن یصلی العصر والمغرب بمن یصلی العشاء کالمسبوق فیتم صلوته کما هی.

ترجمہ: لیکن اختیاری صورت میں مناسب یہ ہے کہ دونوں نمازیں واجب ہونے اور وقت کے لحاظ سے بالکل موافق ہوں۔ مگر جو شخص دونوں نمازوں کو ملا کر پڑھتا ہو۔ وہ نماز گزار اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

چنانچہ اس صورت میں ظہر کی نماز پڑھنے والے کے لئے عصر کی نماز پڑھنے والے کی پیروی کرنا اور مغرب کی نماز پڑھنے والے کے لئے مسبوق بن کر عشاء کی نماز پڑھنے والے کی پیروی کرنا جائز ہے۔ پس وہ اپنی نماز کو ایسی ہی مکمل کرے گا جیسی وہ ہے۔

وضاحت

مذکورہ عبارتوں میں امور ذیل کی واضح نشان دہی کی گئی ہے۔

1- اختیاری حالت کا حکم
2- وقتِ مشترک کی سہولت والا
3- مراد مسبوق کیا ہوگی یہاں پر

تفصیلی وضاحت

1- اختیاری حالت کا حکم

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی نماز گزار کو معلوم ہو کہ اجتماعی ادائیگی کرنے والے نماز گزاروں کی نماز اور اُس کی نماز میں وحدت کا فقدان ہے۔ یعنی اجتماعی ادائیگی والوں کی نماز اور ہے، اُس کی نماز اور۔ تو اس صورت میں اس نماز گزار کے لئے اجتماعی ادائیگی والوں کے ساتھ مقتدی بننے کی شرعاً گنجائش نہیں ہوگی کیونکہ یہ گنجائش صرف لاعلمی کا کرشمہ ہے۔

چنانچہ وہ منفرد کی حالت میں اپنی نماز پوری کرے گا۔ اُس کے بعد اجتماعی ادائیگی کرنے والوں کے ساتھ شامل ہونے کی گنجائش نکلتی ہو تو شامل ہو جائے اور جو جو رکعت اجتماعی ادائیگی سے رہ گئی ہو اُسے وہ خود انفرادی طور پر ادا کرے گا۔ اس صورت میں نماز گزار کی بھی معنوی تقسیم ہوگی۔ یعنی وہ من وجہ مقتدی بنے گا اور من وجہ منفرد۔ نماز کی جو جو رکعت مقتدی بن کر پڑھی گئی ہو اُس کا ثواب زیادہ ملے گا۔ جو جو رکعت منفرد بن کے ادا کرے گا اُس کا ثواب کم ہوگا۔ از روئے ثواب خود نماز کی بھی معنوی تقسیم لازم آئے گی۔ اجتماعی ادائیگی والی رکعت کا ثواب زیادہ ملے گا اور انفرادی طور پر پڑھی گئی رکعت کا ثواب کم ہوگا۔ یہ بات بالکل واضح اور کھلی حقیقت ہے۔ اس کو شرعاً پذیرائی ملتی ہے۔ پذیرائی نہ ملنے والا نظریہ کہیں اپنایا جاتا ہو وہ نہایت کمزور پہلو کا حامل ہے۔ اس سے اجتماعی ادائیگی کی تاکید اور اہمیت کا اندازہ بھی ہوتا ہے اور معنوی تقسیم مذکور کا وجدان بھی ثابت ہو جاتا ہے۔

2- وقت مشترک کی سہولت والا

اس کا مطلب یہ ہے کہ اختیاری حالت کے حکم مذکور سے شرعاً ایک قسم کا نماز گزار مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ وہ وقت مشترک کی سہولت والا نماز گزار ہے۔ پس جہاں عصر کی اجتماعی ادائیگی ہو رہی ہو وہاں ظہر کی ادائیگی کرنے والا مقتدی بن کر نماز عصر کی اجتماعی ادائیگی کرنے والوں کے ساتھ اپنی نماز ظہر کی ادائیگی شرعاً کرسکتا ہے۔ اجتماعی ادائیگی سے فراغت پاکر وہ اپنی نماز عصر کی بجا آوری کرے گا۔ اسی طرح سے جہاں نماز عشاء کی اجتماعی ادائیگی ہو رہی ہو وہاں نماز مغرب کی ادائیگی کرنے والا مقتدی بن کر نماز عشا کی اجتماعی ادائیگی کرنے والوں کے ساتھ اپنی نماز مغرب کی ادائیگی شرعاً کرسکتا ہے۔

3۔ مراد مسبوق کیا ہوگی یہاں پر

اس کا مطلب یہ ہے کہ اختیاری حالت کے حکم مذکور کے تحت جو کوئی نماز گزار عشا کی اجتماعی ادائیگی کرنے والوں کے ساتھ اپنی مغرب کی نماز پڑھتا ہو تو اس نماز گزار کے لئے مسبوق بن کر عشا کی اجتماعی ادائیگی کرنے والوں میں شامل ہونے کو کہا گیا ہے۔ خوب آگاہ رہے کہ مغرب کی نماز تین رکعتوں پر مشتمل ہے اور عشا کی نماز چار رکعتوں پر۔ مسبوق بن کر عشا کی اجتماعی ادائیگی کرنے والوں میں شامل ہونے کے بارے میں مختلف آراء جولان پذیر ہیں وہ یہ ہیں۔

1- مسبوق سے مراد مقتدی کی چوتھی قسم مسبوق ہے۔ مسبوق مقتدی وہ ہوتا ہے جو امام کی سب سے آخری رکعت پالے۔ اس قول کے تحت اُسے عشاء کی چوتھی رکعت میں شامل ہونا پڑے گا۔ امام جب سلام پھیرے تو وہ کھڑا ہو کر اپنی نماز مغرب کی پہلی دو رکعتوں کو ہو بہو بجالائے گا یعنی وہ کھڑے ہو کر پہلے سورۃ فاتحہ کے بعد ایک سورہ پڑھے گا پھر کھڑے ہو کر سورہ فاتحہ اور ایک سورہ پڑھ کر قنوت مغرب بھی پڑے گا۔ دونوں سجدوں سے فراغت پاکر تشہد پڑھے گا اور سلام پھیر دے گا۔

2- مسبوق سے مراد مقتدی کی دوسری قسم مسبوق ہے۔ دوسری قسم والا مسبوق وہ ہوتا ہے جو امام کی دوسری رکعت میں شامل ہو سکے۔ چنانچہ وہ اپنی مغرب کی نماز کو امام کے ساتھ سلام پھیر کر پورا کرے گا۔

3- مسبوق سے مراد یہاں پر مقتدی کی نہ چوتھی قسم مراد ہے نہ دوسری قسم والا مسبوق مراد ہے بلکہ مسبوق سے مراد یہاں پر عشا کی اجتماعی ادائیگی کرنے والوں کے ساتھ اپنی مغرب کی نماز کی ادائیگی کرنے والا نماز گزار مقتدی ہے کیونکہ عشاء کی ادائیگی کرنے والے اُس پر سبقت لے گئے ہیں۔ اس اعتبار سے وہ سابق ہوں گے۔ مغرب کی نماز پڑھنے والا اُن کے مقابلے میں مسبوق کہلائے گا گویا یہاں پر مسبوق لغوی مراد لینا پڑے گا۔ یہی قول زیادہ قرین قیاس ہے اور شریعت محمدیہ کے عین مطابق ہے۔ پس وہ نماز عشاء کی اجتماعی ادائیگی کرنے والوں کے ساتھ عشاء کی پہلی رکعت ہی میں شامل ہوگا۔ امام تیسری رکعت سے فراغت پاکر چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہوگا تو یہ مسبوق تشہد پڑھ کر امام سے پہلے سلام پھیر دے گا۔ اگر وہ امام کی چوتھی رکعت کا رکوع پالے تو نماز عشاء کی آخری رکعت بھی پالے گا۔ امام کے سلام پھیرنے پر وہ کھڑا ہوگا اور عشاء کی پہلی تینوں رکعتوں کو ہو بہو بجالائے گا۔ اب ہم شریعت محمدیہ کی روشنی میں ان مذکورہ آراء کا تجزیہ کر کے بتانا چاہیں گے کہ کون سی رائے زیادہ قابل قبول ہے۔ لہٰذا مجموعہ شریعت محمدیہ کی یہ عبارت واضح طور پر بتا رہی ہے کہ تیسرا قول زیادہ قابل فہم بھی ہے اور قابل قبول بھی یعنی فیتم صلوتہ کماھی کی رو سے قول نمبر 1 اور قول نمبر 2 دونوں غیر مؤثر نظر آتے ہیں کیونکہ کماھی کا لفظ دونوں پر بالکل صادق نہیں آتا ہے۔ ہاں قول نمبر 3 کماھی کا بالکل درست مصداق ٹھہرتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ کوئی یوں لب کشائی کر سکتا ہے کہ اس سے امام سے قبل کسی ماموم کا سلام پھیرنا لازم آتا ہے۔ ہاں جی ہاں! امام سے پہلے کسی ماموم کا سلام پھیرنا مجموعہ شریعت محمدیہ میں موجود ہے۔ چنانچہ ماموم مقصر امام متمم سے پہلے سلام پھیر لیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ امام سے پہلے ماموم کا سلام پھیرنا شرعاً جواز کا درجہ رکھتا ہے۔

خوب آگاہ رہے کہ مقتدی کی چار قسمیں ہیں یعنی لاحق، ملحوق، سابق، مسبوق کا بیان فقہ احوط کے متن میں موجود نہیں ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک ان چاروں قسموں کا نمبروار بیان یوں ہے۔ سابق۔ مسبوق، لاحق، ملحوق۔ تاہم شاہ ہمدان علیہ الرحمہ کی کتاب خلاصۃ الایمان نیز تقویۃ الایمان کی رو سے مقتدی کی چاروں قسموں کا سریل نمبر ترتیب وار پہلا بیان ہے۔ یعنی لاحق، ملحوق، سابق، مسبوق، بعض حضرات مقتدی کی ان چاروں قسموں کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتے۔ لیکن ان کا تسلیم نہ کرنا نہایت کمزور پہلو رکھتا ہے۔ شہنشاہ ولی اور علی ثانی لقب پانے والے شاہ ہمدان علیہ الرحمہ کا فرمان اقسام مقتدی کے بارے میں زیادہ قابل فہم اور مطابق عقل و نقل ہے۔ چودھویں صدی میں اگر کہیں بھی اس کا انکار کیا جاتا ہو تو وہ سراسر بے وزن اور مضحکہ خیز ہونے کے سوا کچھ نہیں۔ مزید وضاحت آئندہ۔ (جاری ہے۔۔۔۔)

☆☆☆

معرفت الٰہی

تحریر: مرتضٰی حنیف، یوچنگ

معرفت کا لفظ عرف سے ہے جس کا معنی پہچاننا ہے۔ معرفت الٰہی سے مراد ہے کے انسان قدرت کے مناظر و مظاہر سے رب العزت کی ذات، صفات اور افعال کا بخوبی اندازہ لگالے کے یہ کل کائنات چاند، ستارے، سورج، دریا، سمندر، پہاڑ پھل، پھول، درخت یہ حسین وادیاں اور ان سب سے خوبصورت قدرت کا شہکار انسان کی اپنی ذات صانع فطرت کا منہ بولتا ثبوت ہیں، یہ کیوں کر ہیں کیسے ہیں۔ ان کا ایک اندازے سے کام کرنا، ایک متوازن طریق سے مربوط و منظوم ہونا خلق حقیقی کا پتہ دیتے ہیں۔

معرفت الٰہی کے دو طریقے ہیں۔ ایک تو فنا فی اللہ کا راستہ ہے، جو انبیاء صوفیاء اور اولیاء کا راستہ ہے جن کے نزدیک آدمی کی تمام کمال وسعادت الٰہی ہی یہ ہے کہ وہ معرفتِ حق کے بے بندگی و عبادت میں مشغول رہے۔ زندگی کی لذتوں سے کنارہ کش، دنیا کے جھمیلوں سے دور تنہائی میں زندگی بھر شب و روز کی عبادتوں اور ریاضتوں سے رب کو تلاش کرے۔ یہ طریقہ بے حد پیچیدہ اور دشوار گزار ہے جسے عام آدمی نہ تو سمجھ سکتا ہے نہ اس پر عمل کرنا اس کے لئے ممکن ہے۔

ایک دوسرا طریقہ بھی ہے جس سے ایک عام شخص بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے سبق سے ذات حق تعالیٰ کو پہچانے اور اپنی صفات اور افعال سے حق تعالیٰ کی صفات کے تصرف کو پہچانے جو اُسے تمام عالم پر حاصل ہے۔ گزشتہ پیغمبروں کی کتابوں میں مشہور ہے کہ ان سے یہی فرمایا گیا کہ اپنے نفس کو پہچانو تاکہ رب العزت کو پہچان سکو اور احادیث وآثار میں ہے کہ

من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔

"جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے رب کو پہچان لیا۔"

اور یہ کلمات اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ آدمی کا نفس ایک آئینہ ہے کہ جو کوئی اس میں دیکھے وہ حق تعالیٰ کو دیکھتا ہے جو لوگ اپنے تن و من میں جھانکنے کی کوشش ہی نہیں کرتے ان کے کمالات ان کی آنکھوں سے اوجھل رہتے ہیں تو انہیں ان کے خالق کی خبر کوئی نہیں دے سکتا۔

اور وہ چیز جس کی راہ سے انسان اپنی آفرینش کی اصلیت تک پہنچتا ہے وہ خود کیا ہے۔ یہی کہ پانی کا ایک قطرہ جس میں نہ عقل تھی نہ سمجھ نہ سر نہ پاؤں نہ زبان نہ آنکھ نہ رگ وپے نہ ہڈی نہ گوشت نہ پوست بس یہ جو اتنے سارے عجائبات اس میں پیدا ہو گئے تو کیا خود بخود پیدا ہو گئے یا ان کو کس نے پیدا کر دیا؟ سوچنے والی بات ہے نا! پھر یہ بھی مقام فکر ہے کہ اب جب کہ وہ درجۂ کمال کو پہنچا ہوا ہے یعنی ذہنی اور جسمانی طور پر عمر میں اتنا بڑا ہو گیا ہے تب بھی اس میں اتنی قدرت نہیں کہ ایک بال بھی بنا سکے تو پھر اس وقت جب کہ وہ ایک قطرہ آب تھا اور آج سے بھی زیادہ ناقص و بے چارہ تھا تو کیوں کر خود بخود وجود میں آ سکتا تھا۔ پس اس طرح وجود میں آنے پر ہی غور کرلے تو اسے اپنے پیدا کرنے والے کی ہستی کے بارے میں معلوم ہو سکتا ہے اور جب اپنے تن کے عجائبات پر نظر ڈالے اور اس کے تمام ظاہری و باطنی اعضاء پر غور کرے تو اپنے خالق کی قدرت خود اس پر روشن ہو جائے گی۔ اور خوب جان جائے گا کہ اس کی قدرت کامل ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچھ جس طرح چاہتا ہے پیدا کر سکتا ہے کیونکہ اس سے بڑھ کر کمال قدرت کیا ہوگی کہ پانی کے ایک حقیر قطرے سے کیسی کیسی حسین وجمیل شکلیں اور عجائبات زمانہ میں شمار ہونے والے خوبصورت اور پُر جمال چہرے پیدا کرتا ہے۔

اسی طرح اگر انسان اپنی صفات کے عجائبات اور اعضاء کے کمالات اور متناسب خدوخال اور ان کے فوائد پر غور کرے تو اس کا عقل حیران رہ جاتا ہے کہ ہر عضو کی تخلیق میں

کس طرح حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ مثلاً اپنے ظاہری اعضاء ہاتھ، پاؤں، آنکھ، ناک، کان وغیرہ ان تمام اعضاء کی کارکردگی کے ایک دوسرے سے اس قدر ربط و نظم ہی سے اپنے خالق کے اس علم کو پہچانے جو کہ انتہائی کامل ہے۔

چلیں تمام قارئین سے میرا ایک چھوٹا سا سوال ہے۔

اگر دنیا کے تمام دانشوروں کو اکٹھا کر دیا جائے اور انہیں طویل عمریں عطا کر دی جائیں اور وہ سب مل کر یہ کوشش کریں کہ قدرت کے پیدا کردہ اعضاء میں سے کسی ایک عضو کو کسی اور ترتیب یا طریقے سے بنائیں جو زیادہ سود مند اور موجودہ طریق سے بہتر ہو تو کیا وہ ایسا کر پائیں گے؟ کیا وہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے؟ یقیناً وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔

قدرت کے بنائے ہوئے عضو میں افادیت کے بے شمار راز اور ان رازوں کی آگہی انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتی ہے اور قدرت کے کامل ہونے کا اقرار اور احساس ہوتا ہے۔ یوں تو ہر عضو ہی اپنے اندر بے شمار راز سمائے ہوئے ہیں جن کا احاطہ کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ علم طب کی الگ کہانی ہے۔ صرف دانتوں کی مثال لیجئے اگلے دانتوں کے سرے تیز ہوتے ہیں تاکہ کھانے کی چیزیں کاٹ سکیں۔ پچھلے دانتوں کے سرے چوڑے اور موٹے ہوتے ہیں تاکہ کھانا اچھی طرح چبا سکیں اور دانتوں کے درمیان زبان کا کام یہ ہے کہ کھانا دانتوں کو پہنچائے۔ اور زبان کے نیچے لعاب ہے اس سے بقدر ضرورت کھانا تر کر کے کھانا حلق سے نکلنے میں مدد ملتی ہے۔

اگر تمام عالم و عاقل یکجا کر دیئے جائیں اور وہ یہ چاہیں کہ انگلیوں کی ترتیب و لمبائی بدل کر زیادہ کارآمد بنا سکتے ہیں۔ تو یہ ان کی خام خیالی اور کم عقلی ہو گی اور جو بھی بنے گا وہ سب ناقص ہی ہوگا۔ اور کامل وہی رہے گا جو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ وہی ذات واحد ہر چیز پر قادر مطلق ہے اور انسان کے ہر عضو میں الٰہی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں کہ وہ شخص ان کے بارے میں جتنا زیادہ جانتا ہے اتنی ہی اس کی حیرت بڑھتی ہے اور اس رب کریم کے عظیم علم پر حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔ اسی طرح جب ہم اپنی حاجتوں پر نظر ڈالتے ہیں تو بنیادی ضرورتیں کھانا، لباس اور مکان وغیرہ کا احساس ہوتا ہے تو ہمیں ہر طرف اس کی پیدہ کردہ اشیاء مثلاً پھل، پھول، درخت، ندی نالے، دریا، جھیل، پہاڑ، چرند پرند، تیز لوہا، تانبا، سیسہ اور مختلف دھاتیں وغیرہ وغیرہ نظر آتی ہیں۔ جن سے انسان اپنی بقا اور ضروریات کے لئے اللہ کی دی ہوئی عقل سے اپنی ضروریات کی اشیاء بنا لیتا ہے۔ اور اپنی ہر تخلیق میں بھی خالق حقیقی کی صفت و قدرت کو جلوہ گر پاتا ہے۔ اور اسی کی رحمت اسے ہر شے میں جاری و ساری نظر آنے لگتی ہے۔ اور یہ نکتہ اس کی سمجھ میں آ جاتا ہے کہ تمام کائنات اور اس کی جملہ مخلوقات سب قدرتِ خداوندی کا کرشمہ ہے اور انسان کو ہر چیز میں اس کی رحمت اور لطف و عنایت نظر آنے لگتی ہے۔

آنحضرتؐ نے ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ بندوں پر اللہ کی شفقت ماں کی شفقت سے کہیں زیادہ ہے۔ جتنی کہ وہ اپنے شیر خوار بچے سے کرتی ہے۔ اسی رحمت کا فیض ہے کہ اللہ نے اپنی شناخت کے لئے اپنی صفات کا کچھ حصہ عطا کر کے اسے اس لائق کر دیا کہ اگر اپنی ہی ذات کو گہری نظر سے دیکھ لے تو حق تعالیٰ کی دید بھی ممکن ہے۔

چلیں ہم یہاں اپنے اس لمبے چوڑے بحث کو تھوڑا سا سمیٹتے ہیں۔ اور یہ مان لیتے ہیں کہ یہ سب قدرت کی پیدا کردہ ہیں اور یہ بھی مان لیتے ہیں کہ ان سب کا بنانے والا صرف ایک ہے۔ تو سوال ہمارے ذہنوں میں یہ اُٹھتا ہے۔ کہ اتنے بڑے کارخانہ قدرت پر صرف ایک ہستی کی حکمرانی ہے۔ وہ مغرب میں بھی ہے شمال میں بھی ہے پوری دنیا میں موجود ہر ہر ملک کے پھر ہر شخص پر اُس کی نظر پوری کائنات پر ایک ہستی کا تصرف کیوں کر ہے؟ یقیناً قارئین کے دل میں یہ خیال آ رہا ہوگا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ پوری کائنات پر ایک ہستی کی حکمرانی ہے۔ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ جو ہم کر رہے ہیں یعنی اچھے یا برے اعمال اور قیامت والے دن وہ ہستی

ہمارے نامہ اعمال ہمارے دیاں یا بایاں ہاتھوں میں رکھے گا۔

یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ ایسا کیسے ممکن ہے۔ اس سوال نے مجھے بھی کچھ سوچنے پر مجبور کیا تھا۔ لیکن جب میں نے اس سوال کا ذکر اپنے ٹیچر سے کیا تو انہوں نے بہت خوبصورت جواب دے کر مجھے لاجواب کر دیا کہ اس عقدے کا حل بھی اسے اپنی ذات ہی میں تلاش کرنا ہوگا۔ مثلاً جس طرح انسان کے اپنے نفس (دل یا روح) کو اپنے سارے جسم یعنی کل اعضاء پر تصرف حاصل ہے۔ بالکل اسی طرح خالق حقیقی کو کل کائنات پر تصرف حاصل ہے۔

بادشاہی کے رموز کو سوائے بادشاہوں کے کوئی نہیں جانتا اگر اللہ تعالیٰ انسان کو اس کے فن کی مملکت پر بادشاہی عطا نہ کرتا اور اپنی بادشاہی کا مختصر سا حصہ اسے عطا نہ فرماتا تو اس کے لئے خدا تعالیٰ کو پہچاننے میں مشکل پیش آتی۔ اور جب تک انسان یہ نہیں جانے گا کہ وہ خود اپنی مملکتِ فن میں کس طرح بادشاہی کرتا ہے تو یہ بھی ہرگز نہ جان پائے گا کہ بادشاہِ عالم کس طرح حکمرانی کرتا ہے۔

اولاً اپنے آپ کو پہچاننے پھر اپنے افعال کے سرزد ہونے کے طریق کو پہچانے تو یہ مشکل بھی آسان ہو جائے گی۔

ایک چھوٹی سی مثال سے یہ بات زیادہ واقع ہو جائے گی۔ جب کوئی شخص ارادہ کرتا ہے کہ کاغذ پر اپنا نام لکھے تو سب سے پہلے یہ تحریک و رغبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ دل میں حرکت اور جنبش پیدا ہوتی ہے اور یہ خیال دماغ میں پہنچ جاتا ہے۔ جب یہ روح دماغ میں پہنچتی ہے تو دماغ کے پہلے خزانے میں جو قوت خیال کا مقام ہے ظہور پذیر ہو جاتی ہے۔ دماغ سے اس کا اثر اعصاب میں پیوست ہو جاتا ہے اور دماغ سے باہر آ کر وہ جسم کے کے جملہ اعضاء و اطراف میں پھیل جاتی ہے اور چونکہ کلائی، ہاتھ اور انگلیاں بھی ان میں شامل ہیں اس لئے ان تک بھی پہنچ جاتی ہے اور انگلیاں قلم کو حرکت دیتی ہیں اور اس کا نام کاغذ پر لکھا جاتا ہے۔ اور انسان کے لئے یہ بات سمجھنا ممکن ہو جاتا ہے کہ کس طرح ایک دل میں پیدا ہونے والا خیال اس کے فن کے تصرف یعنی اعضاء کی معاونت سے کاغذ پر نمودار ہو جاتا ہے۔

اس طرح حق تعالیٰ کے ارادے کا اثر پہلے عرش پر ظاہر ہوتا ہے۔ پھر اس کی کرسی پر اور اس کے بعد دوسروں تک پہنچتا ہے اور جس طرح آدمی کا جسم لطیف (روح) ایک ہوا کی طرح دل کی رگوں کے راستے سے اس سے اثر کو دماغ تک پہنچا دیتا ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ کا جو پرلطیف (فرشتے) اس اثر کو عرش سے کرسی تک پہنچا دیتے ہیں اور وہ لاتے ہیں۔ اور جس طرح قوت دماغ رگوں اور اعصاب کے ربط سے انگلیوں کو ہلاتے ہیں اسی طرح وہ جواہر لطیف جنہیں فرشتے کہتے ہیں ستاروں کے ذریعے ان کے نور کے ربط سے قائم سفلی اور اس کی تمام جزوں کو حرکت میں لاتے ہیں جن کو عناصر اربعہ کہا جاتا ہے (آگ، پانی، خاک، ہوا) یہ معمولی سا موازنہ انسانی تصرف اور مالک الملوک کی حقیقی بادشاہت کے درمیان ایک ہلکی سی مماثلت رکھتی ہے۔ جن سے انسان قدرت کے تصرفات کا اندازہ کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ انسانی نفس کے تصرفات دراصل ایک عظیم علم کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

”تحقیق اللہ نے آدمؑ کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔“

اسی لئے انسان کچھ صفات الٰہی کا کلی طور پر مظہر ہے۔ یعنی بہت سی چیزوں کا خالق بھی ہے۔ رحم بھی کرتا ہے۔ معاف بھی کرتا ہے، سزا بھی دیتا ہے، ناراض بھی ہو جاتا ہے، انتقام بھی لیتا ہے دوست بھی ہے، طبیب بھی ہے، شفیق بھی ہے، شاکر بھی ہے، ممنون بھی ہے، امین بھی ہے، صدیق بھی ہے۔ حکیم بھی ہے۔

الغرض جسے اپنی ذات اور صفات و افعال کی شناخت سے معرفت حق نصیب ہو وہ خوش قسمت ہے۔ خدا سب کی تلاش حق میں اعانت فرمائے، اور معرفت الٰہی سے سرشار کرے۔ آمین ثم آمین۔

یاد محبوب فراموش نہ ہو اے دل
حسن نیت نے مجھے عشق کی نعمت دی ہے

☆☆☆

مقام اھلبیت رسول

تحریر: عارف حسین ستروی

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام کو دنیا میں بھیجا۔ ہر نبی اور رسول نے اپنے اپنے زمانے میں اپنی قوم کو توحید باریٔ تعالیٰ اور اپنی رسالت کی تبلیغ فرمائی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اس تبلیغ و اشاعت کی اجرت میں تم سے نہیں مانگتا بلکہ اس کی اجرت میں اللہ تعالیٰ سے لونگا چنانچہ حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو توحید خداوندی کی دعوت دی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ و یقوم لااسئلکم علیه اجرا ان اجری الا علی اللہ کہ اے میری قوم اس تبلیغ و اشاعت کے بدلے میں میں تم سے کوئی مال و دولت نہیں مانگتا بلکہ اس کا صلہ میرے رب کے پاس ہے اسی طرح حضرت ھودنے اپنی قوم کو احکام خداوندی بتائے تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ و یقوم لااسئلکم علیه اجرا ان اجری الا علی الذی فطرنی اے میری قوم اس تبلیغ و اشاعت کے بدلے میں میں تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا بلکہ اس کا اجر میرے اللہ کے پاس ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے مگر جب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت آیا اور آپ نے توحید باریٔ تعالیٰ، اپنی رسالت، حساب و کتاب، حشر و نشر، عذاب و ثواب اور دعوت اسلام دی تو حکم دیا کہ قل لااسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی میرے محبوب انہیں کہدو کہ میں نے تم میں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی تم کو دولت ایمان سے مالا مال کیا اس کے صلے میں میں تم سے کوئی مال اور دولت نہیں مانگتا اس کے اجر میں میں تم سے یہ مانگتا ہوں کہ تم میری اہلبیت سے محبت و مودت کرو" کہتے ہیں کہ یہ سن کر صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ حضورؐ من قرابتک الذین وجبت علینا مودتھم؟ آپؐ کے وہ قرابتدار کون ہیں جن کی دوستی ہم پر فرض کی گئی ہے؟ آپؐ نے فرمایا علی و فاطمة و ابناھما وہ علیؑ، فاطمہؑ اور ان کے دونوں بیٹے حسنؑ و حسینؑ ہیں ایک اور روایت میں سوال یوں ہے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٗ وسلم وہ قرابتدار کون ہیں جن کی محبت آیت میں فرض کی گئی ہے؟ تو آپؐ نے جواب میں یہی فرمایا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے محبت کی بجائے مودت کا لفظ استعمال کیا ہے اگرچہ یہ دونوں مترادف اور ہم معنی الفاظ ہیں لیکن ان دونوں میں معنوی لحاظ سے بہت فرق ہے محبت میں زیادتی اور افراط و فراوانی کا عنصر موجود ہو تو وہ مودت کا درجہ حاصل کرتا ہے یعنی محبت تھوڑی سی چاہت کیلئے بھی بولا جاتا ہے جبکہ مودت میں زیادہ اور بافراط محبت ضروری ہے دوسرا فرق یہ ہے کہ دو محبت کرنے والے اگر الگ ہو جائیں تو کچھ نہیں ہوتا مگر دو مودت کرنے والے الگ نہیں ہو سکتے اگر الگ ہو جائے تو محبت کرنے والا زندہ نہیں رہ سکتا اس میں مثال مچھلی کی دی جاسکتی ہے اسے پانی سے بافراط محبت ہے وہ پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اگر تھوڑی دیر کے لئے بھی پانی سے الگ کر دیا جائے تو وہ مرجائے گی بس یہی مثال مسلمانوں کی ہے اگر مسلمانوں کے دلوں سے اہلبیت رسول کی محبت نکل گئی تو ان کا دین سلامت رہے گا نہ ایمان۔

اہلبیت رسولؐ کی محبت و مودت اہل ایمان پر فرض ہی نہیں بلکہ یہ عشق رسولؐ کا تقاضا بھی ہے جس کے بغیر مسلمان کا ایمان ایمان کہلانے کا حقدار رہتا ہے نہ ہی اسلامی شریعت پر عمل ہی کیا جا سکتا ہے اور اس لئے تمام مسلمان اہلبیت رسول کی محبت کا دم بھرتے ہیں اہلبیت رسول کے

بارے میں رسول اللہؐ نے خود فرمایا ہے کہ مثل اھل بیتی کمثل سفینۃ نوح فمن رکبھا نجا و من رغب عنھا غرق یعنی میری اہلبیت کشتیٔ نوح کی مانند ہے جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی جس نے سوار ہونے سے روگردانی کی وہ غرق ہو گیا یعنی جس طرح کشتی سوار ہونے والوں کو پانی میں غرق ہونے اور دوسرے حوادث سے بچاتی ہے اسی طرح اہلبیت رسول مسلمانوں کو صحیح راستہ اور صراط مستقیم دکھاتے ہیں اور انہیں گمراہ ہونے، گناہوں میں پڑنے سے بچاتے ہیں اس لئے ہمیں چاہئے کہ اہلبیت رسول سے محبت کریں ان کی پیروی کریں اس کے دامن سے وابستہ رہیں مشکلات اور پیچیدہ حالات میں ان کی سیرت و کردار سے راہنمائی حاصل کریں یہاں میں نے دو باتوں کو ذرا تفصیل سے بتانا ہے وہ یہ کہ اول اہلبیت میں کون کون داخل ہیں؟ دوم یہ کہ مودت و محبت اہلبیت کے کیا تقاضے ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے اہلبیت رسول سے محبت کا حکم دیا ہے مگر تفصیل نہیں بتائی کہ یہ کون کون ہیں؟ اہل بیت اردو زبان میں گھر والے کو کہتے ہیں فطری یا نسبی لحاظ سے گھر والوں میں کسی آدمی کے والدین، خود وہ، اس کی بیوی بچے (اہل و عیال) شامل ہوتے ہیں کچھ لوگ ان فطری اور نسبی اصول کے باوجود افراط محبت کی بنا پر ایسے لوگوں کو بھی اپنا اہلبیت قرار دیتے ہیں جن سے کسی بناء پر اسے محبت ہوتی ہے مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اپنا اہلبیت قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ سلمان مینا اھل البیت کہ سلمان میرے اہلبیت میں سے ہے اسی طرح آپ نے ایک حدیث میں فرمایا ہے جو فقہ احوط میں بھی مندرج ہے کل تقی آلی یعنی تمام پرہیزگار میرے آل ہیں۔ پس ان باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہلبیت رسولؐ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپؐ کے ازواج مطہراتؓ، آپ کی دختر نیک اختر حضرت فاطمۃ الزہراؑ، آپؐ کے داماد اور چچیرے بھائی حضرت علیؑ، آپ کے نواسے حضرت امام حسنؑ وحسینؑ، آپؐ کے عزیز صحابی حضرت سلمان فارسیؓ، آپ کے قریبی اعزاء، ان کی اولاد اور آپ کے صحیح معنوں میں پیروی کرنے والے تمام مومن متقی شامل ہیں قرآن پاک میں حضرت نوحؑ کے بیٹے اور حضرت لوطؑ کی بیوی کے قصے مذکور ہیں جو عذاب خداوندی میں ہلاک ہوئیں جب وہ عذاب الٰہی میں ہلاک ہونے لگے تو انہیں نجات دینے کے لئے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے افعال و کردار کے حوالے سے انہیں ان کے اہل بیت کے زمرے سے خارج کرتے ہوئے انہیں عذاب میں ہلاک کر دیا اس لئے مذکورہ بالا حضرات اور ان کے خویش و اقارب اور دوستوں و محبوں سے محبت و مودت کی جائے۔

محبت و مودت اگرچہ دل و جان سے یا دل کی گہرائیوں سے چاہنے کو کہتے ہیں لیکن اس کے اظہار کے مختلف انداز اور اطوار ہیں اسی طرح محبّ اہلبیت کی کچھ امتیازی خصوصیات اور نشانیاں ہوتی ہیں اگر یہ ہوں تو یقیناً وہ سچے محبّ اہلبیت ہیں ورنہ نام کے محبّ ہیں کام کے نہیں۔ محبّ اہلبیت کی خصوصی نشانی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی رسول کے احکامات کا پابند ہوتا ہے اس کی زندگی عبادت و ریاضت اور بندگان خلق کی رشد و ہدایت اور فلاح و بہبود کے لئے وقف ہوتی ہے وہ شب کو عبادت الٰہی اور دن کو خدمت خلق میں گزارتا ہے اس کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے وہ نہایت بااخلاق، مؤدب، نرم خو، کم گو، خاموش پسند، باحیا، دلیر، قول کا پکا وعدے کا سچا اور عقلمند ہوتا ہے اس کی زبان ذکر الٰہی سے معمور اور اسکا قلب ایمان و یقین سے شاداب ہوتا ہے اس کی صحبت انسان کو نیکی و تقویٰ سکھاتی ہے اس کی نشست و برخاست نیکوکاروں کے ساتھ ہوتا ہے وہ ظالموں، بدکاروں، جھوٹوں اور وعدہ خلافی کرنے والوں سے دور رہتا ہے۔

☆☆☆

رسالہ آداب سفرہ

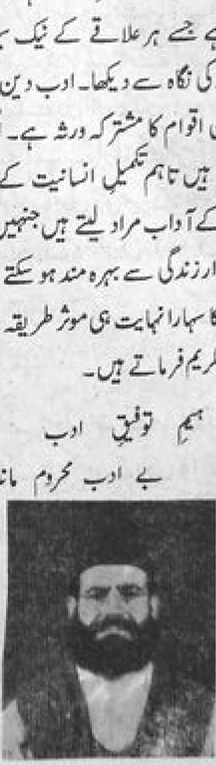
تصنیف: حضرت علاو الدولہ سمنانی
ترجمہ: مولانا شکور علی انور الکوروی

نوٹ: زیر نظر مضمون رسالہ کے دیباچہ سے ماخوذ ہے۔

یوں تو اسلام سراپا ادب ہے۔ اس کی تعلیمات میں انسانی فلاح کی تمام راہیں موجود ہیں اور ہر شعبۂ زندگی کے لئے ادب اور تہذیب کا درس موجود ہے۔ جس پر چل کر نہ صرف رضائے الٰہی حاصل کی جاسکتی ہے اور ابدی و دائمی روح و راحت اور غفران ورضوان سے بہرہ مند ہو سکتا ہے۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمدؐ نے فرمایا ہے کہ ادب زندگی کا جزو ہے۔ ادب کو تقویت ملتی ہے تو روح تازہ ہو جاتی ہے، حسن عمل میں اضافہ ہو جاتا ہے اور انسان ادب کے ذریعے درخشاں زندگی بسر کر سکتا ہے۔ یہ کائنات کا ایک حسین عنصر ہے جسے ہر علاقے کے نیک سیرت لوگوں نے پسند کیا اور قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ ادب دین اسلام کا مرغوب عمل اور متمدن اقوام کا مشترکہ ورثہ ہے۔ اگرچہ ادب کے بہت سے پہلو ہیں تاہم تکمیلِ انسانیت کے روشن پہلو سے خوشگوار زندگی کے آداب مراد لیتے ہیں جنہیں اپنا کر ہم ایک حسین اور خوشگوار زندگی سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے ادب کا سہارا نہایت ہی موثر طریقہ ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم ماند ز فضلِ رب



ترجمہ: ہم اللہ تعالیٰ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں کیونکہ بے ادب پروردگار کے فضل سے محروم رہتا ہے۔ ادب سے محروم شخص نہ صرف خود خراب ہوتا ہے بلکہ پورے تالاب کو خراب کر دیتا ہے یعنی سارے معاشرے کو تباہ کر دیتا ہے اور بے ادب صرف معاشرے میں برا نہیں ہوتا بلکہ یہ پوری کائنات میں شر و فساد کی آگ بھڑکا دیتا ہے۔

اسلامی تعلیمات کا مقصد انسانی انفرادی و اجتماعی فلاح ہے۔ اس کی تعلیمات فطرت اور فطری پاکیزگی کے گرد گھومتی ہے گو اس کا محور انسانی زندگی کو کامیاب بنانا اور خوشنودیٔ رب کا حصول ہے۔ یہ انسان کو ذلت اور خواری سے دور رکھتا ہے۔ نفرت و عداوت کی فضا کو محبت اور امن و آشتی کی فضا سے بدل دیتا ہے عذاب و عقاب سے رہائی دلاتا ہے۔ یہ قلبی بالیدگی کا سبب نفسانی پاکیزگی کا باعث اور ماحول کو خوشگوار اور صاف بنانے میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔

حضرت ابو نجیب سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ "مذہب کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے۔ اس کا ظاہر خلق اللہ کے ساتھ ادب کا استعمال ہے اور باطن نزول احوال اور مقامات کے وقت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے (آداب المریدین)

ایک دفعہ پیغمبر اسلامؐ نے ایک شخص کو نماز میں کپڑوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا تو فرمایا اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی خشوع ہوتا (صحیح بخاری)

حضرت ابو القاسم جنید بغدادیؒ نے ابو حفص حداد سے فرمایا کیا تم نے اپنے اصحاب کو سلاطین کا ادب سکھایا ہے تو انہوں نے جواب دیا نہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ اگر

ادب بظاہر ہو تو وہ باطن کے حسن کا عنوان بن جاتا ہے۔ (عوارف المعارف)

حضرت سری سقطیؒ کا ارشاد ہے کہ حسن ادب عقل کا ترجمان ہے (آداب المریدین) ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ادب بے راہ روی اور آوارگی کے روک تھام ہی کا نام نہیں بلکہ ایک خیز عمل بھی ہے اور یہ عقل کا ترجمان ہے عقل والے ہمیشہ ہر معاملہ میں ادب کو ملحوظ رکھتے ہیں۔

اہل تصوف ادب کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ ادب اخلاق نبوی کی درخشاں صورت ہے۔ آپ کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے معلم اخلاق یعنی ادب سکھانے والا بنا کر مبعوث کیا ہے۔ (مسلم شریف)

ادب کیا ہے؟

ادب ظاہری و باطنی شائستگی کا نام ہے۔ تہذیب و حسن عمل اور خوشگوار طمانیت کے حصول کا ذریعہ ہے شخصی نکھار اور قلبی صفائی میں ادب گہرے اثرات کا حامل ہے اور انسان کو قانون کی پابندی، حاکم اور اولوالامر کی پیروی میں آسانی پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ تم خدائی اوصاف کے حامل بننے کی کوشش کرو اور اخلاق میں خلق خداوندی میں رنگ جاؤ:

تخلقوا با خلاقِ الله.

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان میں اللہ تعالیٰ نے اصلاح و فساد کے دونوں پہلو کی ودیعت کر رکھی ہے۔ جہاں اچھے اخلاق اور عمدہ مکارم کو پروان چڑھنے کا موقع ملا ہے۔ وہ سراپا فرشتہ صفت بن جاتا ہے اور اگر انسان اسی کو نازیبا سرگرمیوں کو فروغ دینے میں صرف کرے تو وہ فرشتہ کے بجائے شیطان بن جائے گا۔ لہذا انسان کو چاہئے کہ اس کے اندر موجود اصلاحی قوتوں کو نشوونما کا موقع اور نفسانی خواہشات اور شیطانی توقعات کو ترک کر کے نفس کو پاکیزہ خلعت سے نوازے اور اسے آراستہ کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں۔ نفس کو اس کی خواہش پوری کرنے میں مدد دیتا ہے اور اس کے قتل میں شریک ہے کیونکہ بندگی کے لئے ادب ضروری ہے اور سرکش بے ادبی میں داخل ہے (عوارف المعارف)

ادب کا لحاظ نہ رکھنے سے انسانی اخلاق تباہ ہو جاتے ہیں۔ بے ادب انسان بے باک اور بے غیرت بن جاتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں بے حیائی کا رس گھول جاتا ہے۔ اس لئے صوفیائے کرام نے ادب کا پاس رکھنے کے لئے خوب سعی کی ہے۔ اس سلسلے میں حضرت سری سقطیؒ کا واقعہ بہت مشہور ہے۔

ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت سری سقطیؒ سے صبر کے بارے میں کوئی مسئلہ دریافت کیا آپ اس سلسلے میں گفتگو فرمانے لگے اثنائے کلام ایک بچھو نے آپ کے پاؤں پر ڈنگ مارا مگر آپ نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی لوگوں نے کہا اس بچھو کو ہٹا دیجئے۔ تو آپ نے فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ میں جس موضوع پر گفتگو کر رہا ہوں یعنی صبر کے موضوع پر درس دے رہا ہوں اور اس کے خلاف کام کروں۔ (عوارف المعارف)

اللہ تعالیٰ نے ادب والوں کی تعریف میں سورۃ الحجرات میں فرمایا۔

جو لوگ رسول اللہؐ کے سامنے آواز کو پست رکھتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کا امتحان تقویٰ کے لئے لیا جاتا ہے۔ ان کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔

(جاری ہے۔۔۔۔)

☆☆☆

(بقیہ صوفیہ نوربخشیہ مکتبہ فکر)

میر سید محمد نور بخش اور اتحاد بین المسلمین

تحریر: غلام مہدی

1- واضح رہے کہ نوربخشیہ ایک سلسلہ تصوف اور ایک فقہی دبستان ہونے کے علاوہ مذہبی ہم آہنگی کی ایک تحریک بھی ہے اور اس تحریک کے بنیادی مقاصد رفع اختلاف من بین المسلمین اور دعوت اتحاد ہیں خود میر سید محمد نوربخشؒ نے مذہب صوفیہ کو اتحاد عالم اسلام کے لئے ایک بہترین پلیٹ فارم اور محبت و آشتی کا عملی نمونہ قرار دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔واعلم ان مذہب الصوفیة هوالمیزان المستقیم وطریق الحق والیقین. ترجمہ۔ جان لے کہ مذہب صوفیہ سیدھے ترازو کی مانند ہے۔اور حق اور یقین کا راستہ ہے۔جس میں کوئی غلو، کمی، نقصان، زیادتی، افراط وتفریط نہیں ہے۔جیسا کہ قرن اولا میں اسلام کی یہی صورت تھی یہ وہ مذہب ہے جس کے متعلق بھلائی کی شہادت دی جا سکتی ہے۔مگر اکثر لوگ شعور نہیں رکھتے اور وہ نفرت وعدوت کی بیماری میں مبتلا ہوگئے ہیں۔انہوں نے موٹی موٹی کتابیں لکھ کر ایک دوسرے پر بہتان تراشیاں کہیں ہیں ان میں بعض نے نبی اخرالزمان ﷺ کی آل، آپ کے ازواج اور ان کی بعد کی نمازیوں کے متعلق محبت اور عداوت میں غلو اختیار کیا اور استقامت اور اعتدال کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ (کتاب سلسلۃ الذہب از نوربخش)

اس عبارت میں نوربخش نے مذہب صوفیہ کی نمایاں ترین خصوصیت اس کی ربیع النظری اعتدال پسندی اور میانہ روی کو قرار دیا اہل صوفیاء جہاں اہل بیت اطہار علیہ سلام سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں۔ وہاں اصحاب وازواج نبی ﷺ کا بھی اس طرح عزت واحترام کرتے ہے۔موجودہ دور میں اتحاد بین المسلمین کی بنیادی شرط بھی یہی ہے۔ کہ حضور پاک ﷺ کی آل اطہار، اصحاب کبار اور ازواج مطہرات کو قابل احترام سمجھا جائے ان میں سے نہ کسی کی شان اور تعریف میں اتنا مبالغہ کیا جانے کی اسے نعوذ باللہ خدا اور رسول ﷺ کا ہم مرتبہ قرار دیا جائے اور نہ ہی ان میں سے کسی کی شان میں ایسی گستاخی کی جائے کہ اس سے دیگر اہل ایمان آرزدہ خاطر ہوں۔ بلکہ مذہبی رواداری کا ہر حالت میں خیال رکھا تاکہ اسلامی معاشرہ امن وآشتی کا گہوارہ ہو۔ پس سید محمد نوربخش کا یہ فرمان اتحاد بین المسلمین کا زرین اصول قرار پاتا ہے۔

2- اتحاد بین المسلمین کے لئے نوربخشؒ کی اہم ترین خدمت یہ ہے کہ آپ نے تبلیغ دین یا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی بنیاد تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ کو قرار دیا چنانچہ فقہ احوط کے باب امر بالمعروف ونہیں عن المنکر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

صاحب تمیز مسلمان کے لئے مناسب ہے کہ وہ احتسابی فریضہ انجام دینے میں کوتاہی نہ کریں۔ اس کام میں تمام نفسی الائشوں سے پرہیز کرے۔ یہاں تک کی اس کا مقصد صرف اور صرف تعظیم الامر اللہ یعنی حکم خدا کی روشنی میں مخلوق کی عظمت برقرار رکھنا اور شفقت علی خلق اللہ یعنی خدا کی مخلوقات پر شفقت کرنا بن جائے وہ کسی کا ایسے مسئلے میں رائے زنی کی جسارت نہ کرے جس پر امت اسلامیہ کا اتفاق نہ ہو۔ واضح ہو کہ میر نوربخشؒ کے ہاں دین کے اوامر ونواہی کے جملہ انسانوں کی زندگیوں میں نافذ کرنے کا بنیادی مقصد جہاں اللہ کے حکم کی تعمیل اور تعظیم قرار پائی ہے۔ وہاں اس کا دوسرا اہم مقصد انسان سے محبت وشفقت قرار پایا۔ اس ارشاد کا اہم ترین پہلو امت مسلمہ کے مختلف مسالک کے اختلافی مسائل پر خواہ مخواہ کی رائے زنی سے پرہیز کا حکم ہے اگر مبلغین اسلام صرف اسی ارشاد عمل کریں تو مذہبی تعصبات اور تفرقوں کا قلع قمع کرنا ممکن ہے۔

بلتستان کی مذہبی تاریخ

جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ کشمیر بلتستان میں پہلی مرتبہ دین اسلام کی تبلیغ حضرت شاہ ہمدانؒ کے مبارک ہاتھوں ہوئی ہے۔ سری نگر میں خانقاہ معلی اور خانقاہ نوربخشیہ اس کی مثال ہے۔ ان کے بعد ان کے فرزند میر محمد ہمدانیؒ کشمیر تشریف لائے۔ اور اسلام کو استحکام بخشتے رہے۔ بعد ازاں اس سلسلے کے بزرگ ولی اور میر نوربخشؒ کے بیٹے شاہ قاسم فیض بخشؒ کے مرید اور جانشین حضرت میر شمس الدین عراقی بت شکن پہلے کشمیر اور پھر بلتستان کرگل تشریف لائے اور ان علاقوں میں نوربخشؒ کی تعلیمات کو عام کیا۔ میر شمس الدین عراقی بت شکنؒ اوائل عمری میں خود براہ راست نوربخش کی صحبت میں رہے تھے۔ بعد ازاں ان کی وفات کے بعد نوربخشؒ کے فرزند فیض بخش کے حلقہ ارادت میں رہے۔ اور کشمیر میں 888 ہجری میں ان کے جانشین اور خلیفہ مجاز کی حیثیت سے تشریف لائے۔

میر شمس الدین عراقی بت شکن نے جن علاقوں میں طوفانی تبلیغی دورے کئے۔ میر شمس الدین عراقی کے بعد آپ کی اولاد اور سلسلہ سلوک سے منسلک سادات جس کی نمایاں خصوصیات امن امان، اخوت و بھائی چارگی اور عبادت و ذکر تھیں بلتستان کے اکثر سادات میر شمس الدینؒ کی اولاد میں سے ہیں۔ 19 ویں صدی کے وسط میں یعنی بلتستان پر ڈوگرہ افواج کے حملہ کے وقت صرف دو تین راجہ خاندان کو چھوڑ کر باقی تمام کے تمام آبادی صوفیہ نوربخشیہ مسلک کے پیروکار تھی اس وقت بلتستان کے کونے کونے میں موجود لکڑی سے بنے ہوئے اسلامی فن تعمیر کے شاہکار خانقاہ، مساجد وغیرہ صوفیہ نوربخشیہ کے بزرگان دین اور آباواجداد کے بنائے ہوئے ہے۔ ڈوگرہ دور میں یہاں سے کئی لوگ دینی علوم کے حصول کے لئے ہندوستان اور ایران و نجف گئے اور دوران تعلیم شیعہ مسلک یا اہل حدیث مسلک اختیار کر کے واپس آئے تو ان نئے علماء نے تبلیغ کے جدید طور طریقوں کو استعمال میں لاتے ہوئے مقامی آبادی کے ایک حصے کو تبدیل مذہب پر آمادہ کرایا اور یوں بلتستان میں اہل سنت، اہل حدیث اور شیعہ مسالک رواج پا گئے۔ بلتستان میں پہلے اہل حدیث مسلک آیا۔ اس کے کافی عرصے بعد شیعہ مسلک کی تبلیغ شروع ہوئی۔

اس وقت ضلع گانگ چھے خپلو کی اکثریتی آبادی صوفیہ نوربخشیہ مسلک پر کاربند ہے۔ حالیہ اندازوں کے مطابق گنچھے کی 90 فیصد آبادی نوربخشی ہے اور باقی ماندہ اہلحدیث اور شیعہ امامیہ ہے۔ ضلع سکردو اور شگر کے کئی مواضعات میں کثیر آبادی نوربخشیوں کی ہے سب ڈویژن کھرمنگ کے دو مواضعات مون چونگ پا اور پنداہ مکمل نوربخشی آبادی پر مشتمل ہے۔ سب ڈویژن سکردو میں شیلاء موضع سرمیک کے علاوہ حسین آباد سکردو HQ اور شگر خورد شگر کلاں میں بھی اس مسلک کے پیروکار بستے ہیں۔ LOC کے اس پار ضلع لداخ کے علاقے نوبراہ میں کثیر تعداد میں صوفیہ نوربخشیہ کے پیروکار ترتک، تیاقشی، بیوقدانگ، ڈسکٹ، ہندو وغیرہ جیسے مواضعات میں موجود ہیں۔ اسی طرح ضلع کارگل میں کارگل خاص دراس سیکٹر کے مواضعات کھربو، تھسگام، شمشاہ جوگیال، ڈوکس، پندراس، شماٹ وغیرہ میں ہزاروں نوربخشی بستے ہیں نوربخشی آبادی چین کے صوبہ کاشغر میں بھی ہے۔ نوربخشیوں کے دوسرے مذاہب میں تبدیل ہونے کا عمل 70 کی دہائی کے آخر تک کم و بیش جاری رہا جو 1972ء میں جاگیرداری نظام کے خاتمہ پر رک گیا جب کہ 1978-1980 کے درمیان خپلو میں جامع مسجد چھچن کا واقعہ پیش آیا۔ جس کے بعد تبدیل مذہب کا سلسلہ اب بالکل بند ہوگیا۔ گزشتہ ادوار کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے صوفی ازم کی وجہ سے اہل نوربخشیہ فطری طور پر امن پسند واقع ہوئے ہیں۔ اس وقت نوربخشی تعلیم، معیشت، سیاست اور تنظیم ہر شعبے میں روبہ ترقی ہے۔ دینی مدارس کا نیٹ ورک قائم ہو چکا ہے۔ ہر سطح پر مذہبی تنظیموں اور انجمنیں موجود ہیں۔ کاروبار اور سیاست میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

☆☆☆

نوائے صوفیہ

ہے تصوف کا صحیح عنوان نوائے صوفیہ
عارفوں اور صوفیوں کی شان نوائے صوفیہ

جس میں تعلیمات نوربخش ہے بھری کوٹ کوٹ کر
لوٹ لو نوربخش کا ہے فرمان نوائے صوفیہ

مشرب ہمدان کی ہے خوبصورت ایک کڑی
ہے حقیقت کی یہی پہچان نوائے صوفیہ

جس میں اخبار تصوف بھی پنہاں ہے جابجا
علم و عرفان ہے بھی ہے میدان نوائے صوفیہ

کٹ گئے تھے انڈیا کے نوربخشی بھائیوں سے کبھی
کر دیا ہے سب کو پھر یک جان نوائے صوفیہ

دور و دراز ملکوں میں کیوں ہم اجنبی بن کے رہیں
ہے ہمارے ہاتھ میں ہر آن نوائے صوفیہ

جس کی شہرت میں کمی کیوں آئے گی اے دوستو
ہے مدیر اس کا ابوالعرفان نوائے صوفیہ

ایک زمانہ تھا ہمیں حیران کیا کرتے تھے لوگ
کر دیا ہے سب کو اب حیران نوائے صوفیہ

ایک قلیل مدت میں لوگوں میں ہوا مقبول عام
کوچے کوچے میں ہے یہ اعلان نوائے صوفیہ

اے خدا رکھیو سلامت کارکنان نوائے صوفیہ
ان کا ہم پر ہیں بہت احسان نوائے صوفیہ

روز بروز ہو جائے بہتر اس کی معیار اور بھی
بس یہی یاسین کی ہے ارمان نوائے صوفیہ

محمد یاسین منیر کریس

(قسط: اول)

مسلک نوربخشیہ میں پیرومرشد

تحریر: غلام حسن حسنو ایم اے

مسلک نوربخشیہ روحانیت پر مبنی ایک صوفیانہ سلسلہ ہے جس میں تقرب وخوشنودی حق کے لئے ایک خاص انداز میں زندگی بسر کرنا ہوتا ہے اور بہت سے اعتقادی وعملی احکام کی بجا آوری ہوتی ہے جسے علمی اصطلاح میں ''سلوک'' کہا جاتا ہے یہ سلوک انسانی زندگی کے تمام گوشوں پر محیط ہے اس میں چلنے والا ''سالک'' کہلاتا ہے۔

پیرومرشد کی اہمیت

سلوک کا مقصد اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب اوراس کی خوشنودی کا حصول ہے اس لئے یہ نہایت اہم اور مہتم بالشان معاملہ ہے اس راہ پر چلنے والے سالک کے لئے بلند حوصلہ اور غیر معمولی تحمل واستقامت کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ یہاں نفسانی خواہشات اور شیطان مردود کے مختلف مکروفریب پر مبنی بہت سے خطرے اور رکاوٹیں ہیں جنہیں شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ عقبات یا گھاٹی کا نام دیتے ہیں (۱) ذراسی لغزش آدمی کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتی ہے اس لئے سالک کو ایک راہبرو راہنما کے زیر ہدایت پھونک پھونک کر چلنا پڑتا ہے یہ راہبرو راہنما شخصیت عربی میں ''مرشد'' اور فارسی میں ''پیر'' مجموعی طور پر ''پیرومرشد'' کہلاتا ہے جو مسلک اور سالکین کے تمام معاملات کو درست طریقے سے چلانے کا ذمہ دار ہوتا ہے سلسلۂ نوربخشیہ میں پیرومرشد کو بڑی اہمیت حاصل ہے سلسلۂ نوربخشیہ کے بزرگ اس ضمن میں یہ حدیث نقل کرتے ہیں **الشیخ فی قومه کالنبی فی امته** قوم میں شیخ کی وہی حیثیت ہے جیسی (۲) امت میں نبی کی کیونکہ وہی انفرادی طور پر سالک کو راہنمائی اور ہدایت سے سرفراز کرتا اور اسے مقصود ومطلوب حقیقی تک پہنچاتا ہے اور اجتماعی طور پر سالکین کی تربیت، رشد وہدایت اور سلسلے کے جملہ امور کو کماحقہ درست رکھنے اور چلانے کا ذمہ دار ہوتا ہے پیرومرشد کی راہنمائی و راہبری کے بغیر سلوک کی ممانعت ہے کیونکہ بغیر مرشد سلوک کرنے سے آدمی گمراہ ہوکر شیطان کے ہتھے چڑھ جاتا ہے اسی سلسلے میں میر سید محمد نوربخش، میر سید علی ہمدانی اور سلسلۃ الذہب کے دوسرے مشائخ اپنی کتابوں میں یہ حدیث بھی نقل کرتے ہیں کہ **من لا شیخ له فشیخه الشیطان** جس کا کوئی شیخ یا مرشد نہ ہو تو شیطان اس (۳) کا مرشد بن کراسے گمراہ کرتا ہے

اس لئے سلوک کرنے والوں کے لئے مرشد ناگزیر ہے تاکہ اعتکاف نشینی کے آداب اور مرحلہ وار ذکر خفی اور نفس کشی کی منازل طے کرسکے۔ یہ اس لئے کہ بزرگوں نے سلوک کو جہاد اکبر قرار دیا ہے جب جہاد اصغر بغیر کمانڈر نہیں ہوسکتا پھر جہاد اکبر کمانڈر کے بغیر کیسے؟ (۴) چنانچہ یہی حضرات شیخ عطار کا یہ شعر التزام کے ساتھ اپنی کتابوں میں نقل کرتے ہیں

پیر باید مرد را تنہا مرو
از سر عمیا دریں دریا مرو (۵)

یعنی مرد کے لئے پیرومرشد کی راہنمائی میں سلوک کرنا ضروری ہے اس دریا میں اندھا دھند نہیں چلا جاسکتا۔

مرشد کی ضرورت

سلوک میں پیرومرشد بہت ضروری ہے مرشد کے بغیر سلوک نہیں ہوسکتا یہی وجہ ہے کہ حضرت نوربخش جواب فقہا نامی رسالے میں فرماتے ہیں:

دانستن حقائق بے کشف وتصفیۂ باطن میسر نیست
وتصفیۂ نفس وتزکیۂ آں ممکن نیست بے صحبت مرشد کامل (۶)

ترجمہ: یعنی حقائق کو کشف اور صفائے باطن کے بغیر کوئی بھی نہیں جان سکتا اور صفائے نفس اور اس کا تزکیہ مرشد کامل کی صحبت اختیار کئے بغیر ممکن نہیں ہے۔

اسی رسالے میں آگے فرماتے ہیں کہ ''جب صرف ونحو دوسرے ظاہری علوم کا مبدأ (آغاز) ہیں جو کسی عالم کی شاگردی کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا تو شریعت وحقیقت کے دقائق صاحب کمال مرشد کی صحبت کے بغیر کیونکر حاصل ہوسکتا ہے؟(۷)

نوربخش کے ان اشعار سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے۔

گر تو خواہی کہ مرد راہ شوی
جز بفرمان پیر پای منہ(۷)

یعنی اگر تم مرد راہ حق بننا چاہتے ہو تو پیر کی حکم کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھاؤ یعنی بغیر پیر سلوک نہ کریں۔

ہر کرا عمر ہست و دولت ہست زدہ در دامن امامت دست
آنکہ او را ھما نشد پیوند بہ یقین دان کہ نیست دولتمند(۸)

یعنی مرشد کے دامن سے وابستگی میں آدمی دولت مند (صاحب سلوک) بنتا ہے جس کا راہبر پیر ومرشد نہ ہو وہ دولتمند ہرگز نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت نوربخش اپنی کتابوں مثلا الفقہ الاحوط، مکارم الاخلاق، جواب فقہاء معراجیہ، انسان نامہ اور نوریہ وغیرہ میں پیر ومرشد سے وابستگی پر زور دیتے ہیں۔

ان سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ جو لوگ سلوک کرتے ہیں ان کے لئے پیر و مرشد ضروری ہے جس کے بغیر سلوک فضول اور گمراہی ہے اور جو لوگ سلوک نہیں کرتے بلکہ روایتی انداز میں زندگی بسر کرتے ہیں ان کے لئے پیر ومرشد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

پیر ومرشد کے اوصاف

کیونکہ تصوف میں ہر معاملہ اللہ تبارک وتعالے سے وابستہ ہوتا ہے اور قرب و رضائے الٰہی کے حصول میں پیرو مرشد اہم کردار ادا کرتا ہے مقصود ومطلوب حقیقی تک رسائی کا انحصار اللہ کے فضل وکرم، سالک کے شوق وکوشش اور پیر و مرشد کی ذاتی توجہ اور رہنمائی پر ہوتا ہے اس لئے پیر و مرشد میں چند اوصاف وخصائص کا ہونا ازبس ضروری ہے ذیل میں صرف حضرت نوربخش کی چند کتابوں سے پیر و مرشد کے اوصاف وخصائل نذر قارئین کئے جاتے ہیں۔

رسالہ معراجیہ میں مرشد کے اوصاف کے ضمن میں فرماتے ہیں

''اس کی طبیعت فضائل اخلاق پر استوار اور رذائل اخلاق سے معزول ہو اس کی پاکیزہ، جبلت صداقت، دیانت، حقانیت، علو ہمت کو مقتضی ہو (امت کے درمیان بساط شریعت بچھا کر عدل حقیقی کرے یقینیات کو نادان فقہاء کے ظن وتخمین اور مذاہب و ادیان کے انتہا پسندوں کے اختلافات سے خلط ملط نہ کرے سچائی کے سوا کوئی روا نہ رکھے سچے لوگوں کے سوا امت محمدی پر کسی کو مامور نہ کرے تاکہ چراغ شریعت گل نہ ہوں اور بنائے دین میں خلل واقع نہ ہوں'' (۹) معراجیہ ص آخر۔

مکارم اخلاق میں لکھتے ہیں: ''اے عزیز خوب جدوجہد کرو کسی ایسے صاحب دولت کے دامن کو تھام لو جو شریعت، طریقت اور حقیقت میں کامل ومکمل ہو اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ متشرع ہو علم قیافہ وفراست میں دانا ہو اس کی شکل و صورت اور اعضاء و جوارح اس کے معنی کے منافی نہ ہو اور ایسے سلسلۂ مشائخ میں ہو جو کاملین ارباب شریعت وطریقت کے نزدیک مسلم ہو، وہ اپنے شیخ سے اجازت یافتہ ہو، اس کی اخذ بیعت، ارشاد وسلوک، ریاضات اور خلوت نشینی سنت کے موافق ہو، اس کی باتوں اور صحبت سے معنی وہمت اور اس کے رفقاء ومصاحبوں سے سلوک و ریاضت معلوم ہوتے ہوں اس کے پیروکاروں میں سے بعض مکاشفات، مشاہدات اور احیائے قلب محسوس ہوں (۱۰) مکارم اخلاق ص آخر

رسالہ آیت کلام اللہ میں اخلاص سے متعلق فرماتے ہیں۔ یہ مرشد کامل مکمل مکاشف محقق کے بغیر میسر نہیں ہوسکتا اس لئے تمام اہل ایمان شریعت وطریقت میں ولی مرشد کی صحبت پر مامور ومکلف ہوتے ہیں۔

انسان نامہ میں لکھتے ہیں۔

مرشدی و مقتدائی چنین کاملی را سزد کہ در شریعت و شرعیات متبحر بود و در

جمیع فنون علوم از فحول علماء باشد و در طریقت صحبت کمل اولیاء یافته بریاضات و مجاهدات در مرتبهٔ قصوی باشد و در حقیقت صاحب مشرب عمیق گشته بمشاهدات تجلیات و در توحید عیانی وارث ثم دنی فتدلی باشد (۱۱)

ایسا کامل مرشد و مقتدی کے لائق ہے جو شریعت و شرعیات میں عالم تبحر اور علوم و فنون میں زبردست فاضل ہو طریقت میں کسی کامل کا صحبت یافتہ اور ریاضات و مجاہدات میں انتہا کو پہنچا ہوا ہو حقیقت میں مشرب عمیق کا مالک، مشاہدات، تجلیات اور توحید عیانی میں ثم دنی فتدلی کا وارث ہو۔

فقہ احوط باب الصلوٰۃ کے نماز چھوڑنے والے سے متعلق حکم کے باب میں لکھتے ہیں۔

الذین یحیط علمهم بالشریعة والطریقة والحقیقة لانهم یمیزون بالکشف والشهود (۱۲)

ان لوگوں کا علم شریعت، طریقت اور حقیقت پر محیط ہے کیونکہ وہ کشف وشہود کو جانتے ہیں۔

باب جہاد میں امام کے لئے ضروری شرائط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ مرد، بالغ، آزاد، عقلمند، مسلمان عادل، عالم، بہادر، سخی، پرہیزگار، قریشی، ہاشمی، علوی بلکہ فاطمی ہو۔

جہاد اکبر کے لئے امام ایسا ہو جو کمالِ مقامات ولایت پر فائز ہو، جملہ مظاہر کلیہ کا حامل ہو معرفت والا اور حقائق اشیاء کا محقق ہو، جملہ احوال کا معائنہ کرنے والا ہو صرف سننے پر اکتفا کرنے والا نہ ہو، ہدایت کرنے والا ہو، راہِ روحانیت کے راہرؤں کو درجۂ کمال تک پہنچانے والا، شریعت کا مجتہد، طریقت کا مجاہد، علومِ حقیقت تک پہنچنے والا، علوم کے اصول اور کلیات پر یقین رکھنے والا ہو ایسا جامع امام نہ ملے تو کم از کم اس میں یہ اوصاف موجود ہوں پرہیزگار، مرتاض اور سیار ہو، فانی اللہ، اور بقاباللہ کا حامل ہو، آداب طریقت، آئین خلوت، تربیت سالکین سے واقف ہو واقعات کی تعبیر بتانے والا ہو، کسی مرشد سے اجازت یافتہ ہو، کسی مسلسل سلسلے سے وابستہ ہو اگر وہ سید نہ ہو تو کوئی حرج نہیں (۱۳)۔

باب وقف میں عالم ربانی کی صفات کے ذکر میں لکھتے ہیں۔ خدا کا خوف، عبادت گزار، پاکیزگی، علمی سرگرمیوں میں اشتغال، ظالموں اور بدکاروں سے لاتعلق ہو (۱۴)۔

ان عبارات کا لب لباب یہ ہے کہ پیرو مرشد ایسا ہو کہ:۔

1- فضائل اخلاق سے آراستہ اور برے اخلاق سے پاک ہو

2- وہ طبعی لحاظ سے سچا، دیانتدار، حق پرست، بلند ہمت ہو۔

3- وہ عادل ہو۔

4- شریعت و طریقت میں کامل ہو اور دوسروں کو کامل بنانے والا ہو۔

5- وہ متشرع ہو۔

6- علم قیافہ وفراست جاننے والا ہو۔

7- کسی مسلمہ سلسلۂ طریقت سے وابستہ ہو۔

8- مرشد سے اجازت یافتہ ہو۔

9- اس کی اخذ بیعت، ارشاد وسلوک اور خلوت نشینی سنت کے مطابق ہو۔ اسکی اپنی باتوں سے روحانیت و بلند ہمتی اور اس کے شاگردوں وساتھیوں سے سلوک وریاضت معلوم ہوتے ہوں۔

10- اس کے کچھ شاگردوں سے مکاشفات، مشاہدات اور احیائے قلب محسوس ہوں۔

11- وہ سنی سنائی باتوں پر یقین کرنے والا نہ ہو بلکہ وہ مکاشف اور محقق ہو۔

12- شریعت اور شرعی معاملات میں عالم تبحر ہو۔

13- کسی ولی کامل کا صحبت یافتہ ہو۔

14- انتہائی ریاضت ومجاہدہ کر چکا ہو۔ مشرب عمیق یعنی وسیع النظر ہو۔

15- عقلمند، سخی، ہو۔ آداب طریقت، آئین خلوت، تربیت سالکین جاننے والا ہو۔ پیش آنے والے یا دکھائی دینے والے واقعات کی تعبیر بتانے والا ہو۔

طریقۂ کار

جب کسی میں داعیۂ سلوک پیدا ہوتا ہے تو وہ ایک کامل مکمّل مرشد کی خدمت میں جاتا ہے اور اس کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کے عزم کا اظہار کرتا ہے وہ مرشد اس کے ذوق وشوق اور خلوص وارادے کو جانچتا ہے کھرا نکلنے کی صورت میں اس سے بیعت لیتا ہے اور اس کو توبہ وانابت اور وعظ وارشاد سے مشرف بناتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کو مختلف اوراد و وظائف اور اعمال واشغال کا پابند بناتا ہے جسے بلتی زبان میں اہل بلتستان تسبیح لینا کہتے ہیں تب بیعت لینے والا پیر ومرشد اور بیعت کرنے والا مرید بنتا ہے مرشد اپنے مرید کی سختی سے نگرانی کرتا ہے اور اس کو گناہ میں مبتلا ہونے ،شیطان ونفس سے مغلوب ہونے ، ظاہری ومعنوی مشکلات سے دوچار ہونے اور غفلت وسُستی سے بچاتا اور ارشاد وتلقین سے سرفراز کرتا رہتا ہے جو پیر ومرشد اور مرید ایسا نہیں کرتا وہ پیر ومرشد ہے نہ مرید بلکہ نام نہاد پیر اور نام نہاد مرید ہے ایسے پیر ومرید کے لئے اردو میں یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے جیسے پیر ویسے مرید۔ (جاری ہے)

حواشی وتوضیحات

ا۔ اس موضوع پر شاہ ہمدان نے عقبات کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جو اس فقیر کی تصحیح وتوضیحات کے ساتھ دانش شمارہ ۱۷/ ۱۸ میں شائع ہوچکی ہے اس کا اردو ترجمہ بھی عنقریب شائع ہونے والا ہے۔

۲۔ یہ حدیث نبوی مختلف کتابوں میں اسی طرح اور معمولی فرق کے ساتھ وارد ہوئی ہے

۳۔ یہ حدیث نبوی بھی اسی طرح اور معمولی فرق کے ساتھ مختلف کتابوں میں وارد ہوئی ہے۔

۴۔ جو لوگ سلوک نہیں کرتے ان کے لئے کسی پیر کی ضرورت ہے نہ مرشد کی اگر وہ خود پڑھا لکھا ہے تو فقہ کی روشنی میں چل سکتا ہے اور اگر پڑھا لکھا نہیں تو کسی بھی عالم دین سے پوچھ پاچھ کر مذہبی احکام کے مطابق زندگی بسر کرسکتا ہے۔ جہاں تک آدمی کی نجات کا تعلق ہے وہ وہی جانے یا خدا۔

۵۔ یہ شعر شاہ ہمدان نے اپنے کئی رسائل مثلاً مرات التائبین ، درویشیہ وغیرہ میں نقل کرتے ہوئے ضرورت مرشد پر زور دیا ہے۔

۶۔ جواب فقہا ص ا یہ رسالہ ابھی تک غیر شائع شدہ ہے نوربخش کے معاصر فقہا وعلماء نے تصوف وعرفان سے متعلق کچھ سوالات کئے تھے نوربخش نے اس رسالے میں انہی سوالات کے جواب دئے ہیں اس کا اردو ترجمہ انشاء اللہ جلد شائع کیا جائے گا۔

۷۔ ایضاً ص ۳

۸۔ غزلیات نوربخش غزلیات کا یہ مجموعہ کئی بار شائع ہوچکا ہے راقم نے اس کا منثور ترجمہ کیا ہے جسے ڈاکٹر غازی محمد نعیم نے منظوم کیا ہے جو عنقریب شائع ہونے والا ہے

۹۔ معراجیہ ص آخر یہ معراج کے موضوع پر ہے تاہم اس میں روحانی معراج پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے معراج کے ضمن میں نوربخش کا نظریہ یہ ہے کہ اس کا عقیدہ رکھنا لازمی ہے تاہم اس کی جزئیات پر ایمان رکھنا فرض نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسم لطیف مثالی مکتسب میں آسمان پر تشریف لے گئے تھے۔ جہاں آپ پہنچے وہاں تک کسی اور فرد بشر کے لئے پہنچنا ممکن نہیں ہے۔

۱۰۔ مکارم اخلاق ص آخر یہ اخلاق کے موضوع پر ہے یہ احوال وآثار نوربخش کے ساتھ ایران میں شائع ہوا ہے نیز مولانا علی محمد ہادی نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو گلاب پور شگر سے شائع ہوچکا ہے۔

(۱۱) انسان نامہ ص ۶۰ یہ انسان کی ظاہری شکل وصورت اور سیرت کے موضوع پر ہے متن اور اس کا اردو ترجمہ بکثرت اغلاط کے ساتھ سید حسین شاہ صاحب نے کراچی سے شائع کیا تھا راقم نے تحقیقی متن واردو ترجمہ ۲۰۰۵ء میں شائع کیا ہے۔

(۱۲) الفقہ الاحوط ص ۱۳۲

(۱۳) الفقہ الاحوط ص ۲۱۶ تا ۲۱۷۔

(۱۴) الفقہ الاحوط ص ۵۱۱۔

☆☆☆

فلسفۂ دنیا اور رازِ حیات

تحریر: مولانا عبدالرحمٰن، ڈوم سُم، گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن، گلگت

دنیا اور عقبیٰ الگ الگ حقیقتیں ہیں قرآن پاک اور احادیث نبوی میں مختلف انداز سے اس حقیقت کی نقاب کشائی کی گئی ہے اور یہ واضح کی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہیں جہاں دنیا کی زندگی اور اس کے تقاضے ہیں وہیں اخروی زندگی اور اس کے لوازمات ہوتے ہیں دنیوی زندگی میں کامیابی وکامرانی اخروی زندگی کی شادکامی کا پیش خیمہ ہے اس لئے ہمیں دنیوی زندگی میں کامیابی وکامرانی کے لئے ہر جتن کرنا پڑتا ہے بہت سے ارمانوں اور تمناؤں کی قربانی دینی پڑتی ہے تب ہم سرخرو ہوتے ہیں ایک مسلمان ہونے کے ناتے ہمارے لئے دونوں جہانوں میں کامیابی اور نجات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے قرآن پاک دونوں جہانوں میں کامیابی یا نجات کے ضمن میں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف دنیا میں کامیابی مقصود نہیں بلکہ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کی کامیابی بھی مقصود ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے متعلق جو دنیا میں ناکامی و نامرادی سے دوچار ہوتے ہیں فرماتا ہے من کان فی الدنیا اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی جو دنیا میں اندھا رہے قیامت کے دن بھی وہ اندھا ہی رہے گا یعنی دنیا میں کسی شخص کی ناکامی و نامرادی آخرت میں ناکامی و نامرادی کا پیش خیمہ بن سکتا ہے اسی طرح دنیا میں کامیابی و سرخروئی آخرت میں سرخروئی کا موجب بن سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ کے آخری رسول ﷺ نے دنیا کو کھیت سے تشبیہ دی ہے اور فرمایا ہے کہ الدنیا مزرعۃ الاخرۃ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جس طرح آدمی کھیت سے مختلف پیداوار حاصل کرسکتا ہے وہ اس سے نقد آور فصل یا جنس حاصل کرسکتا ہے ہر طرح کے میوے اور ثمرات حاصل کرسکتا ہے اسی طرح وہ اس میں مختلف تعمیرات کے ذریعے دولت کما سکتا ہے آدمی جس قدر بلند ہمت، محنتی اور موقع شناس ہوتا ہے اسی قدر وہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ نہ صرف خود اپنی روزی اس سے حاصل کرتا ہے بلکہ بہت کچھ بچا کر بہت سی ضروریات بھی اسی سے پوری کرتا ہے اور ساتھ ہی زکوٰۃ، خیرات اور دوسرے بہت سارے نیک کاموں کے لئے اسی کی آمدنی سے خرچ کرتا ہے وہ اپنی دنیوی زندگی کے علاوہ اپنے اہل وعیال کی ضروریات ہی پوری نہیں کرتا بلکہ آخرت کے لئے بہت کچھ ذخیرہ کرتا ہے کم ہمت اور سست و غافل آدمی اچھے بھلے کھیت کو بنجر و ویراں رکھ کر کھیت کے ثمرات سے محروم اور در در کی ٹھوکر کھاتے پھرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے قرآن پاک دنیا اور آخرت دونوں میں خسارہ اٹھانے والا قرار دیتا ہے اور خسر الدنیا والاخرۃ کہتا ہے

اسی حقیقت کو حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمانی رسالہ ذکریہ میں یوں بیان کرتے ہیں انسان کی تخلیق اور اس کو عقل و خرد، فہم وفراست اور عزم و ہمت سے نوازنے کے بعد انہیں گروہ در گروہ بازار دنیا میں اتار دیا تاکہ وہ زندگی اور ایمان کی دولت کے ذریعے اعمال کی تجارت کریں پس غافل اور مغرور لوگ بازار کی لہو ولعب میں کھو کر رہ جاتے ہیں ایمان سے ہاتھ دھو کر رہ جاتے ہیں دنیا وآخرت کے خسارے سے دوچار ہوتے ہیں اور نیک و صالح لوگ ایمان کی دولت سے اعمال صالحہ کی تجارت کرتے ہیں اور معین زندگی میں محبت ومعرفت الٰہی اور اعمال صالحہ کما کر دنیا وآخرت میں سرخرو رہتے ہیں۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ دنیا ایک بازار ہے انسان کو کسب اعمال صالحہ کے لئے یہاں بھیج دیا ہے اس میں لوگوں کے مزاج اور رجحان کے مطابق ہر چیز موجود ہے ہر شخص کو اس کی ضرورت کی چیز قیمت ادا کرکے مل جاتی ہے اس میں ہر

(باقی صفحہ نمبر 38، بقیہ نمبر 1)

علم اہمیت و ضرورت

تحریر: ناہیدہ حسو، گرلز ڈگری کالج، سکردو

علم ہے عبادت ، سیادت ، سعادت
علم ہے طاقت ہے دولت ہے بصیرت

دین اسلام علم وعرفان کا زبردست حامی ہے چنانچہ قرآن کریم اور احادیث نبوی میں علم، اس کی اہمیت اور افادیت سے متعلق جگہ جگہ ارشادات موجود ہیں۔

قرآن مجید میں علم کی اہمیت اور فضیلت کا ذکر بے شمار مقامات پر آیا ہے حضور پاک پر وحی کا آغاز اقراء سے ہوا جس کا مطلب پڑھنا اور لکھنا، سیکھنا اور سکھانا ہے اسی کو تو علم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی کسی چیز کے لئے دعا کرنے کی ہدایت نہیں کی لیکن علم اور علم میں اضافہ و ترقی کے لئے ہمیشہ یوں دعا کرتے رہنے کی ہدایت کی وقل رب زدنی علما کہہ دیں کہ اے میرا رب میرے علم میں اضافہ فرما ایک جگہ فرماتا ہے هل يستوى الذين يعلمون والذين لايعلمون. "کیا جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے وہ برابر ہو سکتے ہیں؟"

اسی طرح ایک اور آیت میں فرمایا ہے يرفع الله الذين امنوا منكم و الذين اوتوا العلم درجات (مجادلہ ۵۸) اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں اور علم والوں کے درجات بلند فرماتا ہے

ویسے تو سب انسان اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں مگر وہ لوگ جو زیور تعلیم سے آراستہ ہیں وہ خدا کے مقرب اور محبوب ہوتے ہیں اسلامی اصطلاح میں جاننے والا عالم اور نہ جاننے والا جاہل کہلاتا ہے۔

قرآن پاک کی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے ایک اور موقع پر فرمایا ہے الحكمة ضالة المومن فاين وجد احق بها علم مومن کی گمشدہ میراث ہے جسے جہاں سے ملے حاصل کرے ایک موقع پر یہ بھی فرمایا کہ تم علم حاصل کرو خواہ تمہیں اسے حاصل کرنے کے لئے چین جانا کیوں نہ پڑے ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا ہے اطلبوا العلم من المهد الى اللحد تم مہد سے لحد تک علم حاصل کرو ان ارشادات کے علاوہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر کو مدینہ منورہ بھیجا تاکہ وہ وہاں کے لوگوں بالخصوص بچوں اور عورتوں کو تعلیم سکھائیں جب جنگ بدر میں بہت سے پڑھے لکھے کفار و مشرکین گرفتار ہو کر مدینہ لائے گئے تو انہیں دس دس مسلمان بچوں کو تعلیم سکھانے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اور اسی خدمت کے عوض انہیں آزادی دی گئی ۔ ان ارشادات اور واقعات سے اللہ و رسول کے نزدیک اور دین اسلام میں علم کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

علم کو جتنا استعمال کرو اتنا ہی اس میں اضافہ ہوتا جاتا ہے علم کبھی ختم نہیں ہوتا علم ایک ایسا نور ہے جو انسان کی روح کو ایمان کی روشنی سے منور کرتا ہے اس کی بدولت انسان اپنے خدا کو پہچانتا ہے شیخ سعدی نے علم کو معرفت الہی کا ذریعہ قرار دیا ہے عالم اور جاہل میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے علم ایک ایسی روشنی ہے جس سے جہالت کے اندھیرے دور ہو جاتے ہیں انسان نے علم سے کام لے کر اپنے آرام و آسائش کے سینکڑوں سامان پیدا کیئے ہیں مثلاً ٹیلی فون، ٹیلی ویژن، ٹیلی پرنٹر کے جدید آلات، موسم کی حالت بتانے والے آلات سیاروں کی گردش اور ان کی رفتار معلوم کرنے والی دوربینیں اور ہر قسم کی مشینیں یہ سب علم ہی کی بدولت ہیں علم کے ذریعے بہت سی لاعلاج بیماریوں کا علاج بھی ممکن ہو چکا ہے۔

(باقی صفحہ نمبر 38 پر، بقیہ نمبر 2)

تعلیم اور خواتین کی ذمہ داریاں

تحریر: جمیلہ ابدالی، شگر خاص۔

کسی بھی معاشرے کی ترقی اور اس معاشرے میں پلنے والی قوم کی کامیابی کے لئے اچھی تعلیم کا ہونا ضروری ہے۔ علم ہی کی بدولت ایک فرد کامیاب انسان اور معاشرے کا مفید رکن بن سکتا ہے۔ گویا کامیابی اور فلاح کی بنیاد ہی علم ہے۔ علم و تعلیم کی اہمیت و افادیت کے بارے میں بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں۔ علم و تعلیم کی افادیت کا اندازہ ہم اس آیت قرآنی سے لگا سکتے ہیں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ○**

ترجمہ:۔ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں۔

آیت بالا کی طرح قرآن مجید میں کئی جگہوں پر تعلیم کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ خود خداوند کریم نے نبی کو علم میں اضافے کی دعا ''قل رب زدنی علما'' سکھایا گیا۔ نبی کریمؐ نے بھی علم اور تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے حصول علم کو لازمی قرار دیا فرماتے ہیں۔ **طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم والمسلمۃ۔** ''علم حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔''

آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے رو سے یہ بات واضح ہوگئی کہ علم حاصل کرنا بحیثیت مسلمان ہمارا فریضہ ہے۔ اب سوچنا یہ ہے کہ علم کیسے حاصل کیا جائے اور تعلیم کیسے کی جائے۔ اور کب حاصل کی جائے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے۔ **اطلبو العلم من المھد الی اللحد۔** ''علم حاصل کرو گود سے گور تک''

حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ہمیں اپنی تعلیم کی ابتدا گود سے کرنی چاہیے۔ اب جب انسان گود میں ہوتا ہے تو وہ لاشعور ہوتا ہے۔ اس لاشعور انسان کو ابتدائی تعلیم دینا یعنی اس انسان کی علم کی بنیاد رکھنا اس ہستی پر لازم ہے جس کی گود میں وہ انسان پل رہا ہو۔ ظاہری سی بات ہے کہ ہر انسان ابتداء میں ماں کی گود میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اب اس بچے کو تعلیم اس کی ماں دے گی۔ اگر ماں جاہل ہو تو بچے کی ابتدا جہالت پر ہوگی۔ لہٰذا اس ماں کا تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے حضور نبی کریمؐ نے ''علم حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔'' ارشاد فرما کر لفظ ''عورت'' کو حدیث مبارکہ میں شامل کر کے یہ واضح فرمایا کہ تعلیم حاصل کرنے میں ہر مرد و عورت برابر ہے۔ عورت کو حصول تعلیم کا اتنا ہی حق ہے جتنا کہ مرد کو ہے۔

عورت کو تاریخ انسانی میں اسلام نے جو مرتبہ اور مقام عطا کیا ہے وہ کسی اور مذہب کے حصے میں نہیں آیا۔ اسلامی تعلیمات کے بعد دنیا میں عورت کو اہمیت دی جانے لگی اور آج ہر معاشرہ اس اہمیت کو تسلیم کرتی ہے کہ ایک مثالی اور کامیاب معاشرے کے لئے عورت اساسی فرد کی حیثیت رکھتی ہے۔ حضورؐ نے عورتوں کی تعلیم کے لئے ایک دن مقرر کر رکھا تھا۔ حضورؐ جب بھی عید کا خطبہ دیتے تو عورتوں کی طرف توجہ کر کے ان کو نصیحت فرماتے اور اللہ کی یاد کی تلقین کرتے۔ علم ہی کی وجہ سے عورت میں حیاء جیسی پاکیزہ صفت آتی ہے۔ عورت کی عزت و عصمت اور طہارت و پاکیزگی کے لئے علم ضروری ہے۔ علم ہی کی بدولت عورت پردے کی اہمیت جان سکتی ہے اور اپنی اولاد کو بھی تعلیم دے سکتی ہے کیونکہ تربیت اولاد ایک فریضہ ہے جس کی ابتدائی ذمہ داری عورت پر آتی ہے۔ لہٰذا عورت کو چاہیے کہ وہ خود تعلیم سیکھے اور اپنی اولاد کو سکھائے تاکہ ایک کامیاب معاشرہ جنم لے سکے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ ہمیں علم سیکھنے اور سکھانے کی توفیق دے۔ آمین

☆☆☆

عداوت شیطان

تحریر: نثار حسین براہوی

ہر مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ علماء وصلحاء سے محبت رکھے، ان کی محفلوں میں بیٹھتا رہے۔ جو کچھ نہ جانتا ہو۔ ان سے پوچھتا رہے۔ ان کی نصائح سے بہرہ اندوز ہوتا رہے۔ برے کاموں سے گریزاں رہے۔ اور شیطان کو اپنا دشمن سمجھے۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔ ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا. بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اُسے دشمن ہی بناؤ۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے)

یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے اس سے دشمنی رکھو۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اس کی پیروی نہ کرو۔ اور صدق دل سے ہمیشہ اپنے عقائد واعمال کا اس سے تحفظ کرو۔ جب تم کوئی کام کرو تو اچھی طرح سمجھ لو کیونکہ بسا اوقات اعمال میں ریا داخل ہو جاتا ہے۔ اور برائیاں اچھی طرح نظر آتی ہیں۔ یہ سب شیطان کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے خلاف اللہ سے مدد طلب کرتے رہو۔ برادران کرام! اس زمانے میں مسلمان بڑی غفلت کے شکار ہیں۔ اخروی زندگی کی مسرت اور اخروی اجر وثواب کے حصول کا انہیں شوق نہیں ہے۔ شب وروز دنیاوی مسرت وخواہشات کی تحصیل میں مشغول ہیں۔ اس طرح وہ اس قیمتی زندگی کو بے فائدہ امور میں ضائع کر رہے ہیں۔ موت کے وقت ان کی یہ غفلت زائل ہو جائے گی۔ اور خواب غفلت سے بیدار ہو کر انہیں یہ یقین ہو جائے گا۔ کہ نہ مسرت دنیا باقی ہیں اور نہ دنیوی بہار باقی ہیں۔ اور نہ دل کش رنگ لیل ونہار باقی ہے۔ وہ مجسم حسرت وندامت بنے ہوئے باچشم خون فشاں گریاں ہوں گے۔ مگر بے وقت ندامت وحسرت سے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔

امام غزالیؒ احیاء العلوم (ج 3، ص 29) میں لکھتے ہیں کہ بازار میں رہنے کی مداومت یعنی دیر تک اس میں بیٹھنا اور اس میں کثرت سے آنا جانا حرصِ دنیا کی علامت ہے اور حرصِ دنیا بخل وغیرہ امراض قلبیہ کے لوازم میں سے ہے۔ نیز انہوں نے یہ بھی لکھا تھا۔ ان الاسواق معشش الشیاطین یعنی بازار شیاطین کے مرکز ہیں۔ اس سلسلے میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ ایک مفصل مرفوع حدیث کی روایت کرتے ہیں جو طبرانی نے معجم کبیر میں ذکر کی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان جب زمین پر اُترا (یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے آسمان سے نکال کر زمین پر بھیجا) تو اس نے کہا کہ اے رب! تو نے مجھے زمین پر تو اُتار دیا ہے اور مجھے ملعون قرار دیا ہے اب میرے لئے (برائی پھیلانے کے لئے) کوئی جگہ دے دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس مقصد کے لئے حمام (تیرا گھر) ہے ابلیس نے کہا کہ میرے بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ بنا دیں (جو برائیوں کا مرکز ہو) اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ (اس مقصد کی خاطر تیرے بیٹھنے کے لئے) بازار اور چوک ہیں۔ شیطان نے کہا۔ میرے لئے کوئی کھانا بھی مخصوص ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس کھانے پر میرا ذکر نہ کیا گیا ہو وہ تیرے لئے ہے۔

ابلیس نے کہا کہ میرے لئے کوئی پینے کی چیز مخصوص کر دی جائے۔ (جس کے ذریعے میں لوگوں میں برائی پھیلا سکوں) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز تیرے لئے مخصوص ہے۔ شیطان نے کہا کہ میرے لئے کوئی موذن (یعنی لوگوں کو برائی کی طرف بلانے والی چیز) ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس مقصد کے لئے مزامیر یعنی طبلہ سارنگی وغیرہ آلات موسیقی (تیرے لئے مخصوص کر دیئے گئے) ہیں۔ شیطان نے کہا کہ میرے لئے پڑھنے کی کوئی چیز مختص کر دی جائے۔ (جس کے ذریعے میں لوگوں کو گمراہ کر سکوں) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس مقصد کی خاطر تیرے لئے اشعار (فحش کلام اور نازیبا شاعری) مختص کر دیئے گئے ہیں۔

ابلیس نے کہا۔ میرے لئے کتاب چاہیئے جس کے ذریعے میں لوگوں کو گمراہ کر سکوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس مقصد کے لئے وشم ہے۔ یعنی بدن کے بعض اعضاء کو کھدوانا اور ان پر نقش و نگار بنوانا۔ شیطان نے کہا میرے لئے کوئی خاص گفتگو ہونی چاہیئے۔ جس کے ذریعے میں لوگوں کو دھوکہ دے سکوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس مقصد کے لئے تیرے لئے جھوٹ مختص کر دیا گیا ہے۔ ابلیس نے کہا اے رب! میرے لئے شکار کے آلات بنا دیں (جن کے ذریعے میں لوگوں کو گمراہ کر سکوں) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس مقصد کے لئے عورتیں ہیں۔

حدیث ہذا نہایت جامع حدیث ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حمام، بازار، چوک، نشہ آور چیزیں، گانے بجانے کے آلات، غزل اور اجنبی عوروتوں کے ذکر پر مشتمل اشعار، جھوٹ اور عورتیں شیطان کی شرارت کے قوی آلات اور مستحکم اسباب و ذرائع ہیں۔ ان امور کے ذریعے شیطان دنیا میں شرارتوں کے جال پھیلاتا ہے۔ اور انسان کو ان آلات و اسباب کا گرویدہ اور عاشق بنا کر اسے دوزخ کا ایندھن بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کی شرارتوں اور وسوسوں سے محفوظ رکھیں۔ ثم آمین۔ احباب کرام! یہ دنیا فانی ہے۔ یہ دنیا ایک خواب ہے اور اس کی بیداری آخرت ہے۔ سو جس نے شیطان کی مخالفت کی اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق زندگی بسر کی تو اس کے لئے دنیا میں بھی خوش خبری ہے اور آخرت میں بھی وہ کامیاب و کامران ہوگا۔ لہٰذا ہمیں ہر وقت شیطان کی مخالفت اور عمل عبادت میں دلچسپی لینا انتہائی ضروری ہے۔ سخت منزل آنے والی ہے۔ اس کے لئے تیاری کرنی چاہیئے۔ محنت کرنی چاہیئے۔ مگر لوگ خواب غفلت میں سوئے ہوئے ہیں۔ موت سے غافل ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

آگاہ اپنی موت کا کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

قبر کی سختیوں سے واقف ہیں۔ حساب عقبیٰ سے غافل ہیں۔ آخرت سے غافل ہیں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اتنی غفلت تو نہ کر اے دل خدا کے واسطے
فکر کر کچھ تو بھلا روز جزا کے واسطے
نفس کے تابع رہے ایسے کہ بھولے آہ، وہ
آئے تھے دنیا میں ہم جس مدعا کے واسطے
بیٹھ کنج صبر میں قسمت میں جو ہے پائے گا
مت اٹھا رنج و عنا گنج و غنا کے واسطے
مال و زر ملک و زمین فوج و سپر گنج و حشم
کب کس کو ہے بقا ہے جب فنا کے واسطے
ہے تکبر زر پر لا حاصل کے بعد از مرگ بس
ایک ہی رستہ ہے سب شاہ و گدا کے واسطے
گر تو قارون زمانہ بھی ہوا تو کیا ہوا
آخرش تو چیونٹیوں کی ہے غذا کے واسطے
آج جو دینا ہے دے لے کل خدا جانے یہ مال
ہوا گا کس بے گانہ و نا آشنا کے واسطے
کام وہ کرے تو پیارے جس کے باعث گور میں
باغ رضوان سے کھلے کھڑکی ہوا کے واسطے

برادران ملت! غفلت سے شرمندی بڑھتی ہے۔ اور نعمت زاول ہوتی ہے۔ خدمت کا جذبہ ماند پڑ جاتا ہے۔ حسد زیادہ ہوتا ہے۔ اور ملامت و پشیمانی کی فراوانی ہوتی ہے۔ شیطان ہمارا کھلم کھلا دشمن ہے یہ نیکی کے کاموں سے ہمیں روکتی ہے اور برائی کے کاموں میں دلچسپی لینے کی اور تمام برے افعال کے کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔ الشیطن یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء. شیطان تمہیں فقر کا وعدہ دیتا ہے۔ اور بُرے کام کرنے کا حکم دیتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حضورؐ نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا۔ یہ شیطانؑ کے راستے ہیں جن کے لئے وہ لوگوں کو بلاتا رہتا ہے۔ اور آپ نے یہ آیت کریم تلاوت کی۔ ان هذا صراطی مستقیما فاتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله. والسلام۔ وما علینا الا البلاغ

☆☆☆

آپ کے مسائل اور ان کا حل

(شریعت محمدیہ کی روشنی میں)



ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ ہم پہلے بھی کئی بار کہہ چکے ہیں کہ رسالے میں جن سوالات کے جوابات شائع ہو چکے ہوں، اُن سوالات کے جوابات دوبارہ شائع نہیں کئے جائیں گے۔ اس بات کو قارئین ضرور یاد رکھیں۔ ہمارے پاس بہت سے ایسے سوالات آتے رہتے ہیں جن کے جوابات شائع ہو چکے ہوتے ہیں۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر 1: مسواک کرنے کے بعد دورانِ وضو منہ سے خون نکل آئے تو وضو کا کیا بنے گا؟

سوال نمبر 2: درود کا پڑھنا صرف پیغمبر رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مخصوص ہے یا دیگر ائمہ معصومین علیھم السلام کے لئے بھی درود کا پڑھنا جائز ہے؟

سوال نمبر 3: جنسی رابطہ قائم کرنے کے باوجود اگر انزال نہ ہو تو تب بھی غسل واجب ہوگا؟ (سائلین محمد ابراہیم و نائیک حیدر کمانڈر اینڈ سٹاف کالج کوئٹہ کینٹ)

سوال نمبر 4: اگر بیمار بیوی کو خون دینے کی ضرورت ہو تو کیا اس کا شوہر اسے اپنا خون دے سکتا ہے؟ (سائل صوفی عنایت علی، ڈاغونی حیدرآباد)

سوال نمبر 5: اگر حج کر کے واپس گھر آنے کے بعد کسی حاجی کو پتہ چل جائے کہ حج کا ایک واجب عمل بجالانے سے رہ گیا ہے تو اس کا تدارک کیسے کیا جائے

سوال نمبر 6: صرف سورہ فاتحہ پر اکتفا والی آخری رکعت میں بھولے سے ضم سورہ کے لئے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ چکنے کے بعد اکتفا یاد آجائے تو نماز کا کیا بنے گا؟ (سائل ماسٹر شکور علی)

جوابات

جواب نمبر 1: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مسواک وضو کرنے سے پہلے کیا جاتا ہے۔ اگر دوران وضو منہ سے خون نکل آئے تو مسواک کی کسر ہے۔ خون صاف کر کے وضو کا آغاز کیا جائے۔

جواب نمبر 2: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ درود اور سلام کا پڑھنا پیغمبر رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ دیگر جملہ آئمہ معصومین علیھم السلام کے لئے بھی درود و سلام پڑھنا جائز اور باعث ثواب ہے۔ جملہ انبیاء اور مرسلین علیھم السلام، اللہ کے بندگانِ صالحین اور سب کے سب اطاعت گزار حضرات کے لئے درود کا تذکرہ ہم اوراد خمسہ میں روزانہ کیا کرتے ہیں۔ نیز اللہ کے مقرب فرشتوں کے لئے بھی جیسے وصل علی جمیع الانبیاء والمرسلین و علیٰ ملائکتک المقربین و علیٰ اھل طاعتک اجمعین۔ اوراد فتحیہ میں و علیٰ عبادک الصلحین بھی مذکور ہے۔

جواب نمبر 3: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ازروئے

(باقی صفحہ نمبر 36 پر، بقیہ نمبر 3)

انٹرویو حاجی محمد سلیم صاحب

تحریر: محمد علی مدرس، خسیر گرونگ چھلو

نوائے صوفیہ مذہب حقہ کے اہل علم ، ماہرین تعلیم، ڈاکٹرز، انجینئرز سماجی شخصیات اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے کامیاب لوگوں کا انٹرویو آپ تک پہنچاتا رہتا ہے ان کی حالات زندگی پڑھ کر نئی نسل کو آنے والی زندگی کے بارے میں راہیں متعین کرنے میں آسانی ہوتی ہے اور انہیں اچھی خاصی گائیڈ لائین مل جاتی ہے نوائے صوفیہ کے اس شمارے میں ہم آپ کو ایک ایسی شخصیت سے تعارف کروا رہے ہیں جو کسی تعارف کے محتاج نہیں جن کی زندگی جہد مسلسل سے عبارت ہے۔ یہ ہیں ضلع گانچھے کے ماہر تعلیم اور سماجی کارکن حاجی محمد سلیم صاحب۔

نوائے صوفیہ حاجی صاحب: سب سے پہلے آپ سے گزارش ہے کہ قارئین کے لئے اپنا تعارف کرائیں۔

حاجی محمد سلیم: سب سے پہلے میں نوائے صوفیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے مجھ ہیچمدان کو اہمیت دیتے ہوئے میرے انٹرویو لینے کا بندوبست کیا میں ۱۹۴۳ء کو چھلو کے ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوا کیونکہ میں والدین کا اکلوتا بیٹا تھا چنانچہ انہوں نے اپنی بساط کے مطابق انتہائی پیار ومحبت کے ساتھ میری پرورش کی کیونکہ میرے والدین ان پڑھ تھے انہوں نے مجھے تعلیم دلانے کا فیصلہ کیا تاکہ میں کم ازکم اردو میں گفتگو کرسکوں میرے والد کہا کرتے تھے کہ میری اپنی قیمت ایک ٹوپہ ستو کے برابر نہیں بچے کو اتنی تعلیم دلاؤں گا کہ وہ اردو سمجھ اور بول سکے چنانچہ انہوں نے مجھے چھلو کے مڈل سکول میں داخل کردیا جو اس وقت چھلو میں واحد سکول تھا میں نے جماعت پنجم پاس کیا تو والد نے سکول جانے سے منع کیا کیونکہ وہ مجھے خود سے جدا نہیں دیکھنا چاہتا تھا ان کا خیال تھا کہ میں مڈل کرنے کے بعد ملازمت کروں گا اس طرح میں ان سے دور ہو جاؤں گا یہ انہیں کسی طور گوارا نہیں تھا۔

نوائے صوفیہ: پھر آپ نے مزید تعلیم کیسے حاصل کی؟

حاجی محمد سلیم: والد نے تو اٹل فیصلہ کیا لیکن میری قسمت اچھی تھی ان دنوں کاچو حیدر خان اسی سکول میں مدرس تھے جو والد کے گہرے دوست تھے انہوں نے والد کو مشورہ دیا کہ بچے کو مزید تعلیم ضرور دیں البتہ تعلیم کے بعد انہیں اپنے پاس رکھیں والد صاحب نے ان کے مشورے کو قبول کیا اور مجھے سکول بھیج دیا۔

نوائے صوفیہ: پھر؟

حاجی محمد سلیم: میں نے آٹھویں پاس کرلیا کیونکہ اس وقت چھلو میں آٹھویں تک کی تعلیم تھی میٹرک کے لئے سکردو جانا پڑتا تھا میں جانا چاہتا تھا مگر والد صاحب کسی صورت مجھے سکردو بھیجنے کے لئے تیار نہیں تھا میں نے رونا شروع کردیا تب میرے تعلیم کے لئے موجود جذبۂ شوق وتجسس والد کی محبت پدری پر اثر انداز ہوا انہوں نے سکردو جانے کی اجازت دی یہ میرے لئے انتہائی مسرت کا لمحہ تھا جو مجھے ہمیشہ یاد رہے گا ان دنوں یہاں سے سکردو جانے کے لئے سڑک تھی نہ ہی کوئی گاڑی چنانچہ میں اور والد پیدل سکردو روانہ ہوئے تین دن پیدل چلنے کے بعد سکردو پہنچ کر میں نے ہائی سکول کے جماعت نہم میں داخلہ لیا۔

نوائے صوفیہ: تو گویا آپ نے میٹرک ہائی سکول سکردو سے پاس کیا؟

حاجی محمد سلیم: جی نہیں میں تعلیم کا سلسلہ سکردو میں جاری نہیں رکھ سکا اس لئے میں سکول چھوڑ کر چھلو آیا خوش قسمتی سے اگلے سال یہیں چھلو میں نویں کی کلاس شروع ہوئی تو میں نے یہیں نویں کلاس میں داخلہ لے کر دوبارہ پڑھائی شروع کردی اور میٹرک پاس کرلیا اور میٹرک کرنے کے بعد محکمہ تعلیم میں بحیثیت مدرس شمولیت اختیار کی۔

نوائے صوفیہ آپ کو میٹرک کرتے ہی ملازمت کیسے ملی؟

حاجی محمد سلیم: ان دنوں تعلیم یافتہ لوگ خال خال ملتے تھے اور جو بھی مڈل یا میٹرک کر لیتا انہیں چھوٹی موٹی ملازمتیں مل جاتی تھیں جن دنوں میں ہائی سکول چلو میں زیر تعلیم تھا ان دنوں لاہور سے تعلق رکھنے والے محمد شفیع خان سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے پھر وہ بلتستان کے انسپکٹر سکول مقرر ہوئے میں استاد بننے کا خواہشمند تھا میٹرک کے بعد میں نے ان سے مشورہ کیا انہوں نے نہ صرف میرے شوق کی تحسین کی بلکہ مجھے مدرس بھرتی کرتے ہوئے پرائمری سکول غربو چنگ میں تعینات کیا۔

نوائے صوفیہ: پھر آپ نے پوسٹ گریجویٹ تک تعلیم کیسے حاصل کی؟

حاجی محمد سلیم: میں نے پرائیویٹ طور پر پہلے لاہور بورڈ سے ایف اے کیا پھر پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کیا پھر اسی یونیورسٹی سے بی ایڈ کیا

نوائے صوفیہ: گویا آپ نے ملازمت کے ساتھ ساتھ تعلیم بھی جاری رکھی یقیناً اس سے آپ کی فرائض منصبی پر برا اثر پڑا ہوگا؟

حاجی محمد سلیم: جی نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ میں شروع سے ہی بے حد محنتی واقع ہوا ہوں مقامی انتظامیہ کی جانب سے جو فرض مجھے سونپا میں نے پوری توجہ اور لگن سے اسے مکمل کیا ۱۹۸۹ء میں مجھے دفتر ایجوکیشن میں آفس ADI کے منصب پر فائز کیا اس وقت دفتر میں افرادی قوت اور مشینری کی بڑی کمی تھی میرا سارا کام مشین کی بجائے ہاتھ سے کرتا تھا علاقہ بڑا وسیع تھا محکمہ تعلیم کے دفتر سیٹ اپ کرنے میں میرا بڑا کردار ہے اسی طرح مجھے بحیثیت ہیڈ ماسٹر ڈوغنی بھیجا وہاں کا رزلٹ اکاون فیصد تھا میں نے بڑی محنت کے بعد ۸۰ فیصد کو پہنچایا اسی طرح ۲۰۰۳ء میں مجھے ہائی سکول چلو کا ہیڈ ماسٹر بنا دیا جس کا رزلٹ ۱۸ فیصد تھا میں نے ڈیڑھ سال کے اندر اندر اسے ۳۲ فیصد تک بڑھایا ۲۰۰۴ء میں میں ہیڈ ماسٹر گریڈ ۱۸ میں ریٹائرڈ ہوا۔

نوائے صوفیہ:: آپ کو اس مقام تک پہنچنے کے لئے بڑی محنت کرنی پڑی ہوگی کیا آپ پیش آنے والی مشکلات سے قارئین کو آگاہ کرنا پسند کریں گے؟

حاجی محمد سلیم: میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میں ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتا ہوں میرے والد کے پاس اتنے وسائل موجود نہیں تھے کہ وہ مجھے اعلیٰ تعلیم دلاتے چنانچہ میں نے ملازمت اختیار کی اور ساتھ ہی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا ان دنوں ایف اے اور بی اے پرائیویٹ کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا ایک تو ان کلاسوں کی درسی کتابیں ملتی نہیں تھیں ہمیں براہ راست لاہور سے منگوانا پڑتا تھا بدقسمتی سے یہاں یہ کتابیں پڑھانے والے بھی نہیں تھے لے دے کر صرف کاچو محبوب علی خان واحد فرد تھے جو آزادی سے قبل کشمیر سے ایف اے پاس کر چکے تھے میں انگریزی میں ان سے مدد لیتا تھا ہم پیشہ ہونے کے ناتے وہ میرا خیال رکھتے تھے ایف اے کے لئے سکردو میں سنٹر قائم ہو چکا تھا جبکہ بی اے کرنے کے لئے راولپنڈی جانا پڑتا تھا جو ان دنوں جان جوکھوں کا کام تھا اس وقت سکردو اور راولپنڈی کے درمیان فوکر سروس چلتی تھی جس میں سیٹ مشکل سے ملتی تھی سکردو سے مانسہرہ تک روڈ زیر تعمیر تھی جس پر صرف جیپیں ہی چلا کرتی تھیں ایک بار میں اور ماسٹر احمد مکسر پی والے بی اے کا امتحان دینے راولپنڈی جا رہے تھے جہاز میں سیٹ کی بکنگ کر لی تھی ہم دونوں صبح نماز فجر پڑھ کر ہوائی اڈے کی جانب پیدل چل پڑے ان دنوں سکردو شہر اور اڈے کے درمیان کوئی ٹرانسپورٹ نہیں چلتی تھی چنانچہ ادھر ہم اڈے پر پہنچے ادھر جہاز راولپنڈی پرواز کر گیا ہم ہاتھ ملتے واپس آئے اگلے دن ہمیں گلگت جانے کے لئے ایک جیپ مل گئی رات ہم پڑی بنگلہ پہنچ سکے اگلے دن ایک اور جیپ میں بیٹھ کر راولپنڈی کیلئے روانہ ہوئے جب ہری پور سے تھوڑی دور پہنچ گئے جیپ میں پٹرول ختم ہوا ہم رات بھر گاڑی میں ٹھٹھرتے رہے اگلے دن بڑی مشکل سے پٹرول مل گیا اور ہم راولپنڈی پہنچ کر بڑی مشکل سے امتحان میں بیٹھ سکے لیکن آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہ صرف تعلیم کے لئے ضروری ہر قسم کا مواد با آسانی ہمیں مل جاتی ہیں بلکہ ہر قسم کے امتحانات کی تیاری کے لئے کوالیفائیڈ اساتذہ کی سہولت

بھی میسر ہیں KIU اور AIOU کی بدولت ہماری دہلیز پر امتحانی سنٹر قائم ہوتی ہیں۔

نوائے صوفیہ: دوران طالب علمی کا کوئی ایسا واقعہ سنائیں جس نے آپ کی زندگی پر گہرا اثر ڈالا؟

حاجی محمد سلیم: ایسا کوئی خاص واقعہ مجھے یاد نہیں ہے تاہم ایک افسوسناک واقعے کا ذکر ضرور کروں گا جو مجھے اب بھی اداس کرتا رہتا ہے وہ یہ ہے کہ جب میں ساتویں میں تھا میرا ایک کلاس فیلو محمد ابراہیم بلغاری کا انتقال ہوا یہ بڑا محنتی اور قابل لڑکا تھا اس کا صدمہ تقریباً ۴۵ سال گزر جانے کے باوجود میں نہیں بھول سکا ہوں۔

نوائے صوفیہ: حاجی صاحب آپ کن اساتذہ سے متاثر ہیں اور کون کون سے شاگردوں سے متاثر ہیں اور وہ کیا کر رہے ہیں؟

حاجی محمد سلیم: میں اگر چہ تمام اساتذہ سے متاثر ہوں تاہم سید باغ علی، جناب کاچو محبوب علیخان، محمد شفیع خان، کاچو گلزار علی، ملک محمد شفیع، حاجی عبدالرحیم اور سید اکبر علیشاہ کے طریقہ تدریس، فرض شناسی، تعاون اور ڈسپلن سے زیادہ متاثر ہوں یہ میرے پرائمری، مڈل اور ہائی کلاسوں کے اساتذہ ہیں ان میں سے بعض مقامی اور بعض غیر مقامی ہیں۔

جہاں تک شاگردوں کا تعلق ہے میں بہت سے ہونہار شاگردوں سے بھی کافی متاثر ہوں جو نہایت تابعدار، فرض شناس اور محنتی ہیں اور اس وقت گریڈ سولہ سے اُنیسواں تک کے اہم عہدوں پر فائز مختلف جگہوں پر مصروف کار ہیں جب ان سے ملتا ہوں تو دل کو یک گونہ خوشی و مسرت ملتی ہے۔

نوائے صوفیہ: بحیثیت ماہر تعلیم آپ ہمیں بتائیں کہ کسی تعلیمی ادارے کو کیسے ٹھیک کر سکتے ہیں اور ہمیں یہ بھی بتائیں کہ ہمیں اپنی اولاد کی کن خطوط پر تربیت کرنی چاہئے؟

حاجی محمد سلیم: کسی بھی تعلیمی ادارے کو درست انداز میں چلانے میں کئی عوامل کارفرما ہوتے ہیں اس کے لئے ضروری ہے کہ ادارے کے ہیڈ ماسٹر اور ماتحت اساتذہ کے درمیان ہم آہنگی ہو اساتذہ اور والدین کے درمیان رابطہ ہو اساتذہ میں خلوص ہو ادارے کا سربراہ غیر جانبدار اور با اصول ہو ادارے میں سیاسی مداخلت نہ ہو جہاں تک اولاد کی تربیت کا تعلق ہے والدین کو چاہئے کہ انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اولاد کی تربیت کریں ان پر ہر وقت نظر رکھیں ان کو نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی تلقین کیا کریں بزرگان دین کی تعلیمات کو سبق آموز قصے کہانیوں کی صورت میں اولاد کے ذہن نشین کرائیں اور ساتھ ہی اپنے بچوں کے اساتذہ سے ہر وقت رابطہ رکھیں۔

نوائے صوفیہ: ملازمت سے سبکدوشی کے بعد آپ کی کیا مصروفیات ہیں ایک علم دوست شخصیت کی حیثیت سے نوجوانوں کے لئے کیا کر رہے ہیں؟

حاجی محمد سلیم: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے مختلف طریقوں سے نئی نسل کی خدمت کا موقع دیا مجھے ۳۹ سال سے زائد عرصہ بحیثیت معلم اور انتظامی افسر ضلع گانچھے میں خدمات سرانجام دینے کا موقع ملا اب ریٹائرمنٹ کے بعد بھی سماجی خدمت کا موقع فراہم کی ہے اور اس وقت میں سماجی خدمات میں مصروف ہوں اس وقت میں مقامی معاون تنظیم (LSO) میں منیجر کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں اس کے ساتھ ہی میرا ارادہ ہے کہ تعلیمی میدان میں بھی کام کروں چنانچہ میں نے ”شمالی علاقہ جات میں تعلیمی بہتری یا تعلیمی اصلاحات“ کے موضوع پر تجاویز چیف سکریٹری اور محکمہ تعلیم کو بھیج دی ہیں مجھے امید ہے کہ محکمہ تعلیم شمالی علاقہ جات اس پر ضرور غور کرے گی۔

نوائے صوفیہ: موجودہ حالات کے تناظر میں آپ مسلک نوربخشیہ کی مستقبل کے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟

حاجی محمد سلیم: میں مسلک نوربخشیہ کی مستقبل کے بارے میں پُر امید ہوں لوگوں کو تدبر کی ضرورت ہے نوجوانوں کو آگے آنے کی ضرورت ہے اس کے لئے این وائی ایف کا پلیٹ فارم اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

نوائے صوفیہ: نئی نسل کو نوائے صوفیہ کے توسط سے کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

حاجی محمد سلیم: میں نئی نسل کو نوائے صوفیہ کے توسط سے یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ وہ علامہ اقبال کے اس شعر پر عمل کریں۔

بتانِ رنگ و بُو کو توڑ کر ملت میں گم ہوجا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی
یہ ہندی وہ خراسانی یہ افغانی وہ تورانی
تو اے شرمندۂ ساحل اچھل کر بے کراں ہوجا

☆☆☆

دُنیائے تصوف کی خبریں

این وائی ایف، اسلام آباد

شگر میں مجالس امام حسینؑ کی رُوداد

حسب سابق امسال بھی شگر میں مختلف مقامات پر حضرت امام حسینؑ اور دیگر شہداء علیہم السلام کی یاد میں محافل کا انعقاد کیا گیا۔ اس سلسلے میں خانقاہ معلی صوفیہ نوربخشیہ گلاب پور شگر میں علامہ سید نواز حسین صاحب نے خطاب فرمایا اور سامعین کو سیرت حسینؑ اور سیرت زینبؑ کا درس دیا۔ گلشن تصوف (مچو) شگر کی مجلس سے مفتی علی محمد ہادی صاحب نے خطاب فرمایا۔ یکم سے تیرہویں محرم الحرام تک ان مجالس میں مفتی صاحب نے امام عالی مقام اور ان کے رفقاء کی شہادت کے واقعات فلسفہ شہادت اور اس سے متعلق ہماری ذمہ داریوں کو بہترین انداز میں پیش فرمایا۔

محلہ ضرابر، کایو اور چھوکک کے مساجد میں منعقدہ محفل سے مولانا محمد اسماعیل نے خطاب کیا اور فلسفہ شہادت بیان فرمایا۔ غازی آباد جامع مسجد میں مولانا عبد الرحمن نے نیالی میں سید الیاس صاحب نے اور سلدی میں مولانا محمد تقی نے محرم الحرام کی مجالس سے خطاب فرمایا۔

تیرہویں محرم کو خانقاہ معلی صوفیہ نوربخشیہ میں مولانا محمد اسماعیل صاحب نے سانحۂ کربلا کے واقعات اور اس کے فلسفہ پر مدلل بیان فرمایا اور لوگوں کو سیرت حسینؑ پر عمل کر کے حقیقی معنوں میں دوستداری کا ثبوت پیش کرنے کی تلقین کی۔ (رپورٹ: ہادی علی تمنا گلاب پور)

☆☆☆

اسلام آباد میں محافل محرم الحرام

وفاقی دارلحکومت اسلام آباد میں محافل محرم الحرام انتہائی عقیدت واحترام سے منائی گئی۔ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں عظیم الشان اجتماع سے مولانا قاری محمد ابراہیم صاحب نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے واقعہ کربلا، فلسفہ شہادت اور جدید دور کے حوالے سے معاشرتی اور عائلی مسائل پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ انہوں نے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی تربیت اور ان سے متعلق بہت سارے مسائل پر الفقہ الاحوط کی روشنی میں مدلل ومفصل خطاب فرمایا اور صدیوں سے عوام الناس میں رائج خلاف شرع رسوم و رواج کا علمی آپریشن کر کے سامعین کو ان کے بھیانک نتائج سے آگاہ کیا۔ اُنہوں نے کہا حضرت امام عالی مقام نے آمریت کے سامنے کلمۂ حق کو بلند کیا اور قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ اگر آپ حالات سے سمجھوتہ کرتے تو آج اسلام میں مورثیت کا سلسلہ چل پڑتا۔ آپ نے اسلام کی سربلندی کے لئے شہادت کو قبول کیا جو تاریخ اسلام میں سنہری حروف سے لکھا جاتا رہے گا۔

☆☆☆

علی پور اسلام آباد میں محرم الحرام کی مجالس

انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد کے زیر اہتمام محرم الحرام کی مجالس انتہائی عقیدت واحترام اور جذبہ ایمانی سے منائی گئیں۔ ان مجالس سے مولانا عبد السلام حیدری اور مولانا محمد علی عارف نے خطاب فرمایا۔ اُنہوں نے شہادت امام حسین کا فلسفہ بیان فرمایا اور سامعین کو ان کی پیروی میں احکام دین کی بجا آوری کی تلقین کی۔ امام حسینؑ کا اپنی اور اپنے رفقاء کی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا رسمی طور رسوم کی مجالس منعقد کرنے کے لئے نہیں بلکہ عالم اسلام کے وسیع تر مفاد کے لئے تھا۔ لہذا ہمیں بھی ان کے مشن پر عمل کر کے دوستدار حسینؑ ہونے کا ثبوت فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ محفل کے آخر میں مسلکِ حقہ اور مملکتِ پاکستان کی سربلندی کے لئے دعائیں کی گئیں۔ (رپورٹ غلام محمد شاہین)

☆☆☆

اطلاع عام

نوائے صوفیہ کے لکھاری اور رپورٹر حضرات سے استدعا ہے کہ اپنے مضامین، خطوط اور خبریں وغیرہ ہر مہینے کی 15 تاریخ تک پہنچا دیں۔ مضامین کی لکھائی بالکل صاف ہو۔ تاکہ کمپوزر اور پروف ریڈر حضرات بآسانی پڑھ سکیں اور مضامین بروقت شائع ہوسکیں۔ ادارہ نوائے صوفیہ کو مضامین نگار، رپورٹرز اور قارئین کے علاوہ دیگر "مخیّر" حضرات کے تعاون کی ضرورت ہے۔ شکریہ

☆☆☆

اطلاع عام

این وائی ایف چھلو کی زیرِ نگرانی شاہ ہمدان لائبریری سے جن حضرات نے مطالعہ کے لئے کتابیں لی ہیں انہیں جلد از جلد صدر، این۔ وائی۔ ایف جناب محسن علی نائب خطیب باقری گوندیا حسین میڈیکل سٹور میں بازار چھلو کے پاس جمع کریں یا کتاب کے ضائع ہونے کی صورت میں قیمت ادا کریں۔

☆☆☆

معروف سماجی وفلاحی شخصیت حاجی غلام محمد زیوا کی وفات پر این ایف ٹی کی اظہار تعزیت

آج مورخہ 28 دسمبر 2006ء بروز جمعرات کو نوجوانان فلاحی تنظیم سرموں ترکری کراچی کا ایک ہنگامی میٹنگ منعقد ہوئی۔ میٹنگ کی صدارت تنظیم کے صدر و معروف سماجی ونوجوان قائد علی بہادر اور دلشاد نے کی۔ میٹنگ میں این ایف ٹی کے جملہ اراکین کے علاوہ معززین ترکری نے بھی شرکت کی اور اظہار خیال کیا۔

میٹنگ میں علاقے کے ہر دل عزیز شخصیت، سماجی و فلاحی رہنما حاجی غلام محمد زیوا کی انتقال پر گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کیا اور مرحوم کی خدمات اور علاقے پر ان کے بے شمار احسانات کی بناء پر زبردست خراج عقیدت پیش کی۔ یقیناً مرحوم نے علاقے کی تعمیر وترقی، سماجی اور فلاحی کاموں میں ہر ممکن کوشش کی اور اپنی زریں مشوروں اور تجربات سے اہل علاقہ آپ سے فیض یاب ہوتے رہے۔ تاہم مسجد صوفیہ نور بخشیہ سرموں ترکری کی تعمیر وترقی اور دیگر لوازمات کے بارے میں آپ کی کاوشیں قابل صد افتخار ہیں۔ لہٰذا مرحوم کی وفات سے پیدا شدہ خلا شاید ہی پُر ہو سکے۔ مرحوم ایک فلاحی شخصیت ہونے کے ساتھ اہل بیت اطہار کے سچے عقیدت مند بھی تھے اور ایک آئیڈیل بھی۔ آپ نے پسماندگان میں چار بیٹے اور چار بیٹیوں کو سوگوار چھوڑا۔ آپ کی تربیت ہی کا نتیجہ ہے کہ آپ کے سارے بیٹے علاقے کی فلاح و بہبود، تعمیر وترقی کے لئے سرتوڑ کوششوں میں مصروف عمل ہیں۔

آخر میں اراکین کابینہ نے مرحوم کی ایصال ثواب کے لئے فاتحہ پڑھی اور تمام لواحقین سے تعزیت کا اظہار کیا۔ (رپورٹ: غلام حسین نوید)

☆☆☆

ادارہ نوائے صوفیہ کا اعلیٰ سطحی اجلاس

4 فروری 2007ء کو این وائی ایف اسلام آباد کے زیر اہتمام ایک میٹنگ منعقد ہوئی جس کی صدارت جناب علامہ محمد بشیر صاحب نے کی اور مہمان خصوصی جناب محمد ابراہیم ثنائی مشیر وممبر NALC تھے۔ دیگر شرکائے میٹنگ میں جناب جی ایچ معروفی صاحب مولانا محمد انور صاحب، غلام رسول کریمی صاحب، این وائی ایف کے صدر مہدی علی براہوی اور کثیر تعداد میں طلباء شامل تھے۔ میٹنگ میں نوائے صوفیہ کے حوالے سے بعض مسائل پر غور کیا گیا جس میں رسالے کی اشاعتی تاخیر کو دور کرنا، اس کی معیار میں اضافہ کرنا اور دیگر تنظیمی امور کو چلانے کے لئے کمیٹی تشکیل دینا اور فنڈ ریزنگ وغیرہ شامل تھے۔ میٹنگ میں کافی غور وخوض کے بعد انتظامی امور کو چلانے کے لئے درجہ ذیل افراد کو ذمہ داریاں سونپی گئیں۔

ایڈیٹر: جناب علامہ محمد بشیر صاحب
نگران اعلیٰ: جی ایچ معروفی صاحب
ادارتی شعبہ کے اراکین:
(1) کاچو اختر حسین (2) غلام حسن (3) شفاعت علی

(4) عنایت حسین (5) سجاد حسین (6) ذاکر حسین (7) عابدین (8) انتظار علی۔

انتظامی شعبہ:

(1) مولانا محمد انور صاحب (2) مہدی علی (3) غلام رسول۔

طباعت وسرکولیشن کا شعبہ:

(1) نور علی (2) غلام محمد (3) ولایت (4) غلام مہدی۔ (5) مصطفیٰ کمال۔

☆☆☆

الحاج فقیر محمد ابراہیم اور مہمانوں کے اعزاز میں انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد کی طرف سے عشائیہ کا اہتمام

21 جنوری 2007ء کو انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد کی طرف سے الحاج فقیر محمد ابراہیم اور مہمانوں کے اعزاز میں ایک عشائیہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر ایک نشست کا اہتمام بھی ہوا۔ انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد کے جنرل سیکریٹری موسیٰ علی ہمدانی نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض انجام دیئے۔ انجمن کی کابینہ، مشاورتی کونسل کے ارکان کے علاوہ کمیونٹی کے ممبرز کی کثیر تعداد نے اس میں شرکت کی۔ نشست کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جس کی سعادت سید انور حسین نے حاصل کی۔ اس کے بعد جنرل سیکریٹری نے جناب فقیر محمد ابراہیم اور مہمانوں کو یہاں تشریف لانے پر خوش آمدید کہا۔ اور انجمن کی کارکردگی اور مستقبل کے لائحہ عمل کے بارے میں تفصیلاً آگاہ کیا۔

مہمان خصوصی جناب فقیر محمد ابراہیم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں نے علی پور کے حالات سے متعلق جو کچھ سنا تھا اس سے کہیں بڑھ کر یہاں کام ہوا ہے۔ انہوں نے انجمن کی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کیا اور مبارک باد دی۔ اور نوجوانوں کی دینی اور ملی جذبے کی تعریف کی۔ انہوں نے زور دیتے ہوئے کہا ہمارے تمام مسائل کا حل قرآن پاک میں موجود ہے۔ قرآن عظیم الشان آسمانی کتاب ہے۔ یہ ہر لحاظ سے کامل اور سچا ہے۔ اور افراط و تفریط سے بالاتر ہے۔ انہوں نے کہا اگر مسلک کی آبیاری کی خاطر مشقت بھی اٹھانی پڑے تو ہمیں صبر و استقامت سے برداشت کرنا چاہئے۔ یہ ہمارے بزرگوں کا شیوہ ہے۔ انہوں نے اپنے اعزاز میں عشائیہ دینے پر انجمن کا شکریہ ادا کیا اور انجمن کے ترقیاتی اور فلاحی منصوبوں کے لئے ہر ممکن تعاون کا یقین بھی دلایا۔ آخر میں مذہب کی سربلندی، کامیابی اور حاضرین کے حق میں خصوصی دعا کی۔

انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد کے نائب صدر نے صدارتی خطبہ دیا۔ انہوں نے علی پور تشریف لانے پر مہمان خصوصی فقیر محمد ابراہیم اور دیگر مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے انجمن کے مستقبل کے منصوبوں سے بھی سامعین کو آگاہ کیا اور انجمن کے لئے مشکل وقت میں غیر معمولی خدمات پر انجینیر غلام حسن، ڈاکٹر غازی نعیم، جناب محمد چو، جناب محمد ابراہیم امریکہ، جناب سجاد حسین، مولانا محمد انور، ایڈووکیٹ صادق بلغاری، مولانا زاہد حسین کراچی، صوفی موسیٰ کورنگی، سید شہاب الدین، جناب عبدالحمید راولپنڈی، شیر علی ایڈووکیٹ، سید انور حسین، علی پور کے جوانوں اور عوام کا بھی شکریہ ادا کیا۔ نشست سے مولانا عبدالسلام، سید ذاکر حسین، مولانا محمد انور نے بھی خطاب کیا۔ (رپورٹ: غلام محمد شاہین)

☆☆☆

براہ پائین میں سہ روزہ محفل اعتکاف

گزشتہ دنوں جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ براہ پائین میں سہ روزہ محفل اعتکاف کا اہتمام کیا گیا۔ جس کی نگرانی سید شہاب الدین اور بوا حسین صاحب نے کی۔ اعتکاف کے اختتام پر ایک پروقار جلسہ منعقد ہوا۔ اس موقع پر سید شہاب الدین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صوفیائے کرام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عبادت و ریاضت کرنا صوفیوں کا طرۂ امتیاز ہے اور اعتکاف نشینی اسلامی تصوف میں حصول ریاضت

کے لئے بنیادی شرط ہے اور راہ سلوک میں زاد راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ نے فقہ احوط کی رو سے اعتکاف کے ارکان اور شرائط بھی بیان کئے اپنے خطاب میں انہوں نے لوگوں کو نیک اعمال وعبادت بجالانے پر زور دیا آخر میں دعاؤں اور درود شریف کی گونج میں اس پروقار محفل کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: م۔ش براہ پائین)

☆☆☆

بزم تصوف کے زیر اہتمام
براہ پائین میں جلسہ عید غدیر

جشن ولادت باسعادت حضرت علیؑ کے سلسلے میں خانقاہ معلی صوفیہ نوربخشیہ براہ پائین میں بزم تصوف کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی صدارت سید سلطان محمد شاہ تھے۔ اس میں علمائے کرام اور لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی سٹیج سکریٹری کا فریضہ محمد ابراہیم ساقی نے انجام دیا۔ جلسے کا باقاعدہ آغاز قاری ذاکر حسین کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا اس کے بعد صلاح الدین نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ حاجی عبدالسلام نے محمد آل محمد کی شان میں درود شریف پیش کیا۔ مولانا محمد یوسف نے عید غدیر کے حوالے سے خطاب فرمایا اس کے بعد مدرسہ سراج العلوم کے طلباء صابر حسین، احمد علی وہمنوا اور محمد ابراہیم نے نعت و مدح ولایت پیش کیں۔ جب کہ ذوالفقار علی، ابراہیم، بو اسحاق علی اور محمد صالح نے تقریریں پیش کیں۔ مہمان خصوصی نے حضرت علیؑ کی شان ولایت پر روشنی ڈالی اور مولانا شاہ اللہ ثنائی صاحب نے جلسے کے کامیاب انعقاد کے سلسلے میں علاقے کے معزز حضرات اور عوام کا شکریہ ادا کیا۔ آخر میں مولانا محمد بشیر صاحب کی پرآشوب دعاؤں کے ساتھ اس عظیم محفل کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: شعبہ نشرواشاعت NYF براہ پائین)

☆☆☆

کھمت میں محفل عید غدیر

مورخہ 8 جنوری 2007ء کو جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ کھمت میں عید غدیر کے سلسلے میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ موضع کھمت کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اس طرح کا اجلاس ہوا ہے۔ جلسے کا آغاز طالب علم خادم حسین نے تلاوت قرآن پاک سے کیا۔ مدرسہ طارق الہدیٰ کی طالبات آمنہ، زینب وہمنوا نے نعت رسول مقبول پیش کی محفل کی صدارت جناب غلام محمد شمس الدین نے کی جب کہ مہمان خصوصی جناب ڈاکٹر غلام مہدی صاحب تھے۔ جلسے سے جناب اسحاق الہدیٰ نے خطاب کیا جب کہ دوران تقاریر قصائد شریف اور نعت ہائے عقیدت بھی پیش کئے۔ شیخ ضامن جعفری صاحب نے بھی خطاب فرمایا اور جلسے کو کامیاب کرنے کے لئے مولانا محمد شریف عارفی کے ساتھ مخلصانہ تعاون کیا۔ آخر میں مخیر حضرات نے مدرسہ طارق الہدیٰ کے لئے مالی تعاون پیش کیا۔ (رپورٹ: زاہد احمد کھمت مشہ بروم)

☆☆☆

سالانہ نتائج 2006ء طلباء
مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ شگر دو

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے مخلص کارکنوں کی سعی پیہم اور جذبہ ایمانی سے مالی و بدنی تعاون کی بدولت مدرسہ شاہ ہمدانؒ اپنے تعلیمی معیار کو ترقی کی طرف لے جا رہا ہے۔ یہ دینی درسگاہ سینکڑوں نوربخشی طلباء کو قرآن و حدیث، تفسیر، فقہ فلسفہ و منطق صرف ونحو اور تصوف و عرفان کی اعلیٰ تعلیم وتربیت دینے میں مصروف ہے۔

مورخہ 7 دسمبر 2006ء بروز جمعرات بوقت 10:00 بجے طلباء مدرسہ شاہ ہمدانؒ کے سالانہ امتحان کے نتائج کا اعلان کیا گیا۔ جس میں تمام طلباء اچھے نمبروں کے ساتھ کامیاب تھے۔ درجہ خامسہ میں اول پوزیشن محمد علی شگری دوئم پوزیشن شیر علی فیضی سوئم پوزیشن نثار حسین براہوی نے حاصل کیا۔ درجہ رابعہ میں اول پوزیشن محمد ابراہیم تبسم تلیسوی دوئم پوزیشن یوسف علی چھوار سوئم پوزیشن سید امتیاز علی کھرکوی، درجہ ثالث میں اول پوزیشن عبدالرحمن دوئم پوزیشن منور ظریف سوئم پوزیشن احمد علی سرینگی، درجہ ثانیہ میں اول پوزیشن

حسین صابری دوئم پوزیشن غلام رسول سریکی، سوئم پوزیشن نور علی نوری، درجہ اُولی میں اوّل پوزیشن محمد الیاس چھوربٹ دوئم پوزیشن نورعلی بلغاری سوئم پوزیشن ممتاز علی تھلوی نے حاصل کئے۔ اس محفل سعید میں تلاوت کلام پاک کی سعادت احمد حسین سریکی نے حاصل کی نثار حسین براہوی اور نجم الدین نے نعت رسول مقبولؐ پیش کی۔ اس کے بعد مولانا شیر علی فیضی نے اساتذہ کرام اور اراکین مدرسہ ہذا کے احسانات اور دینی خدمات کو سراہا۔ اس کے بعد محفل سعید کے مہمان خصوصی غلام حسن حسو اور صدر محفل جناب شیخ عبداللہ نوری صاحب نے اپنی قیمتی نصیحتوں سے سامعین کرام کو فیض یاب کر دیا۔ اس کے بعد مولانا محمد افضل معروفی صاحب نے پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کے درمیان انعامات تقسیم کئے۔ آخر میں مولانا افضل صاحب نے دعائیہ کلمات کے ساتھ اس محفل سعید کا اختتام کیا۔

گزشتہ سالوں کی طرح مدرسہ ہذا سے اس سال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چند لڑکے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں۔ جن کے نام درج ذیل ہیں۔

(i) سخاوت حسین تھلے (ii) نجم الدین ثاقب کو ییسی (iii) نثار حسین کاشف براہ (iv) محمد شاکر ہریکون (v) محمد علی راسخ شگری (vi) شیر علی فیضی براہ پائین۔ (رپورٹ: بزم طلباء مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو)

☆☆☆

غازی آباد وزیر پور میں محفل اعتکاف نشینی

گزشتہ دنوں جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ غازی آباد وزیر پور میں اعتکاف نشینی کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں تین سو سے زائد تصوف کے پروانوں نے مختلف علاقوں سے شرکت کی۔ محفل کی قیادت بوا رستم علی انجم صاحب نے کی۔ شرکاء میں جید علمائے کرام، سادات عظام اور رؤساء کی بڑی تعداد شامل تھی۔ افتتاحی جلسے سے سید شاہ اللہ میر واعظ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ نے شمع تصوف کے پروانوں کو سلام عقیدت پیش کیا اس کے بعد مولانا رستم صاحب نے اعتکاف کے فضائل و مناقب اور اس کے احکام و مسائل سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ آخر میں سید نواز حسین مجتبوی نے اپنے دعائیہ کلمات کے ساتھ دور دراز سے تشریف لانے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ (رپورٹ: ہادی علی تمنا)

☆☆☆

معروف شاعر اور پاکستان ٹیلی وژن کے سابق پریزنٹیشن چیف، علی احمد قمر کی حج سے واپسی پر استقبالیہ

علی احمد قمر صاحب کی حج سے واپسی پر انجمن فلاح و بہبود سلترو سیاچن راولپنڈی اسلام آباد کی جانب سے اُن کے اعزاز میں سیاچن ہاؤس اسلام آباد میں ایک استقبالیہ دیا جس میں علاقہ سلترو سے تعلق رکھنے والے والوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اس موقع پر قمر صاحب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنا مسلمانوں کے لئے ایک عظیم سعادت ہے اس فرض کی ادائیگی سے انسان میں ایک روحانی انقلاب آجاتا ہے۔ انہوں نے کہا انجمن فلاح و بہبود سلترو سیاچن کے کارکن قابل مبارک باد ہیں کہ انہوں نے جذبہ ایمانی سے سرشار ہو کر انسانی فلاح کے لئے سرگرم عمل ہے یہی وجہ ہے کہ اس نفسا نفسی کے دور میں غریب اور مسافروں کے لئے ہر قسم کی سہولتیں مہیا کر کے انسان دوستی کا ثبوت دے رہا ہے۔ اُنہوں نے انجمن کے تمام کارکنوں کا شکریہ ادا کیا اور انتظامیہ کو خراج تحسین پیش کیا۔ اس موقع پر انجمن کے جنرل سیکرٹری جی۔ ایچ معروفی نے انجمن کی طرف سے جناب علی احمد قمر صاحب کو حج کی سعدات حاصل ہونے پر مبارکباد پیش کی اور انجمن کے تمام اراکین کو خراج تحسین پیش کیا۔

☆☆☆

چھوربٹ میں عظیم الشان جلسۂ عام

۱۴ شعبان المعظم کو حضرت بادوا کے مزار واقع کواس تھنگ، میں عظیم الشان جلسۂ عام منعقد ہوا جس کی صدارت سپریم کونسل علمائے صوفیہ نوربخشیہ کے مرکزی صدر مفتی اعظم مولانا محمد عبداللہ صاحب نے کی جبکہ بلدیہ خپلو کے چیر مین محمد

یوسف مہمان خصوصی تھے جلسہ سے مسلک نوربخشیہ کے علماء نے خطاب کیا جن میں مولانا سید جلال الدین مرچھا، مولانا محسن علی باقری گون، مولانا موسیٰ علی تھلے، مولانا عارف حسین تلس، مولانا محمد بشیر آفتاب یوچنگ سید حسن شاہ سرمک اور غلام حسن حسنو شامل تھے۔

جلسے میں ضلع بھر کے ہر طبقے کے عقیدت مندوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی ایس پی گانچھے جناب سید حیدر شاہ اور سول جج گانچھے سید محمد فیصل کے علاوہ بہت سے اعلیٰ حکام، وکلاء اور عوامی نمائندے بھی شریک اجلاس تھے۔

جلسہ کا آغاز ۹ بجے صبح ہوا نماز جمعہ کے بعد دوسرا سیشن ہوا ۳ بجے سہ پہر عالم اسلام کی یکجہتی پاکستان کی سالمیت واستحکام کے لئے خصوصی دعا کی گئی جلسہ کے بعد مزار باوا کے منتظمین کی جانب سے پرتکلف ظہرانہ دیا۔ رات کو شب بیداری کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں لیلۃ البرات کے حوالے سے سو رکعت باجماعت نفل قرآن خوانی اور محفل ذکر جلی وغیرہ کے پروگرام شامل تھے اس تقریب کا اہتمام باوا ہیلتھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن گانچھے نے کیا تھا۔

☆☆☆

عظیم الشان جلسہ عید اعتکاف

حسب سابق امسال بھی خپلو چھومک مسجد خپلو بالا میں لوگوں کی کثیر تعداد معتکف ہوئے کچھ نے ایک مہینے کے لئے ،بعض نے ۱۵ دنوں کے لئے بعض نے ۱۰ دنوں کے لئے اور کچھ نے ۷ دنوں کے لئے اعتکاف بیٹھنے کی سعادت حاصل کی شب جمعرات ۲۹ رمضان المبارک کو سسکیوں آہوں اور ابرنیسان کی طرح برستی ہوئی آنکھوں سے آخری اور اختتامی دعا کی گئی جس میں شمع تصوف کے ہزاروں پروانوں نے شرکت کی جو بغیر کسی اطلاع اور پروگرام کے وہاں جمع ہوئے تھے اختتامی دعا کے بعد یہ روحانی جلوس گوئنگہ ،بھٹونگ ،ہچھی، بانچی سے ہوتا ہوا ہنڈلی مسجد پہنچا جہاں ہزاروں لوگ منتظر تھے جہاں عید اعتکاف کے سلسلے میں جلسۂ عام ہوتا تھا

جلسہ سے مولانا محمد عارف سترونپی، مولانا محسن علی باقری گون، مولانا علی محمد ذوقہ، مولانا رستم علی سلینگ، مولانا عبدالحمید مولانا غلام محمد غربوچنگ، مولانا غلام حسن حسنو، مولانا محسن علی ساقی، مولانا قاری محمد ابراہیم اور مولانا فقیر محمد ابراہیم نے خطاب کیا جبکہ قاری محمد عارف، محمد عمران اور عابد حسین نے نعت رسول مقبول پیش کیا، مقررین نے اعتکاف کی ضرورت واہمیت اور اس کی معاشرہ وجماعت پر پڑنے والے اثرات پر روشنی ڈالی اور تذکیۂ نفس، تصفیۂ قلب اور تجلیۂ روح پر زور دیا یہ روح پرور جلسۂ عام رات کو سوا دو بجے اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ علی محمد ذوقہ)

☆☆☆

عظیم الشان اعتکاف بمقام بلغار

بلغار میں گزشتہ آٹھ نو سال سے مسلسل تین چار جگہوں پر تسلسل کے ساتھ اعتکاف میں بیٹھنے کا سلسلہ جاری ہے جن کی بدولت یہاں روحانی، تمدنی، سماجی اور معاشرتی لحاظ سے بہت ہی خوشگوار اثرات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

اعتکاف بمقام کرواتھنگ بلغار

حسب سابق امسال بھی بلغار میں تین جلسہ ہائے اعتکاف بمقام بلغار منعقد ہوئے پہلے کرواتھنگ مسجد میں مولانا اصغر علی غربوچنگ کی قیادت میں ۱۶ افراد اعتکاف بیٹھے۔ یہاں مولانا عبدالحمید کی زیر صدارت اختتامی تقریب منعقد ہوئی اس تقریب میں مولانا صادق علی بلغاری مہمان خصوصی تھے۔ جلسہ سے مولانا محمد عارف سترونپی، مولانا سید صادق علی بلغاری، مولانا محمد بشیر یوچنگ، مولانا رستم علی سلینگ، مولانا عبدالحمید خپلو، مولانا غلام حسن حسنو، مولانا موسیٰ علی بلغاری، مولانا علی خان بلغاری، اور مولانا شیخ عبداللہ نے خطاب کیا جبکہ مختلف نعت خوان حضرات نے بحضور سرورکائنات نذرانہ ہائے عقیدت پیش کئے۔ یہ تقریب رات سوا بارہ بجے دعاؤں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا جلسہ کی نظامت صوفی علی محمد صاحب بلغاری نے سرانجام دیا واضح رہے کہ یہاں اعتکاف نشینی کا یہ پہلا موقع تھا۔

اختتامی محفلِ اعتکاف بمقام برداس بلغار

دوسرا جلسہ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ برداس بلغار میں ہوا اس اعتکاف میں مدرسۂ شاہ ہمدان سکردو کے معلم جناب مولانا محمد امین کی قیادت میں بائیس افراد اعتکاف میں بیٹھے جن میں تھلے، برداس، کرواتھنگ، خوڑ یکھا، بلغار اور ڈوغنی کے لوگوں کی کثیر تعداد نے تین روز کے لئے اعتکاف میں بیٹھنے کی سعادت حاصل کی اختتامی تقریب میں شمع تصوف کے ہزاروں پروانوں نے شرکت کی جو بغیر کسی اطلاع اور پروگرام کے وہاں جمع ہوئے تھے مولانا غلام حسن حسو صدر محفل اور مولانا علی محمد محمدی سرموں مہمان خصوصی تھے جبکہ جلسہ کی نظامت کے فرائض مولانا محسن علی ساقی نے سرانجام دیئے۔

جلسہ سے مولانا مولانا قاری محمد اسحاق، مولانا موسیٰ علی بلغاری، مولانا علی خان بلغاری، مولانا یوسف بلغاری مولانا علی محمد محمدی، مولانا غلام حسن حسو اور مولانا محسن علی اور مولانا محمد امین بلغاری نے خطاب کیا جبکہ مختلف نعت خوانوں نے نعت رسول مقبول اور منقبت ائمہ پیش کیا، مقررین نے اعتکاف کی ضرورت و اہمیت اور اس کی معاشرہ و جماعت پر پڑنے والے اثرات پر روشنی ڈالی اور تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب اور تجلیۂ روح پر زور دیا یہ روح پرور جلسۂ عام رات بارہ بجے اختتام پذیر ہوا اس پُر رونق جلسے کے بعد تبرک اور لنگر تقسیم کیا گیا۔ (رپورٹ علی محمد محمدی سرموں)

اختتامی محفلِ اعتکاف بمقام خوڑ یکھا بلغار

تیسرا جلسہ جامع مسجد برداس بلغار میں ہوا اس اعتکاف میں مولانا سید شہاب الدین میر واعظ خانقاہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد کی قیادت میں تھلے، برداس، کرواتھنگ، خوڑ یکھا، بلغار اور ڈوغنی کے پچاس لوگوں نے تین روز کے لئے اعتکاف میں بیٹھنے کی سعادت حاصل کی اختتامی تقریب میں شمع تصوف کے ہزاروں پروانوں نے شرکت کی جو بغیر کسی اطلاع اور پروگرام کے وہاں جمع ہوئے تھے مولانا سید شہاب الدین موسوی صدر محفل اور مولانا مراد علی نوری کریس مہمان خصوصی تھے جبکہ جلسہ کی نظامت کے فرائض جناب محمد حسین صاحب نے سرانجام دیئے۔ مقررین نے اعتکاف کی ضرورت و اہمیت اور اس کی معاشرہ و جماعت پر پڑنے والے اثرات پر روشنی ڈالی اور تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب اور تجلیۂ روح پر زور دیا۔

جلسہ سے مولانا مولانا قاری محمد اسحاق، مولانا موسیٰ علی بلغاری، مولانا علی خان بلغاری، مولانا محمد شفیع مطہری کرائینگ مولانا علی محمد محمدی سرموں، مولانا شیر علی ڈوغنی، مولانا محمد امین بلغاری سید شہاب الدین سرموی اور مولانا مراد علی نوری نے خطاب کیا جبکہ مختلف نعت خوانوں نے نعت رسول مقبول اور منقبت ائمہ پیش کیا، یہ روح پرور جلسۂ عام رات کو بارہ بجے اختتام پذیر ہوا اس پر رونق جلسے کے بعد تبرک اور لنگر تقسیم کیا گیا (رپورٹ علی محمد محمدی سرموں)

☆☆☆

سکردو میں دو روزہ عظیم الشان تبلیغی کانفرنس

حسب سابق امسال بھی ۲۵ اور ۲۶ دسمبر کو مدرسۂ شاہ ہمدان سکردو میں دو روزہ تبلیغی کانفرنس منعقد ہوئی جس کے مختلف نشستوں کی صدارت سپریم کونسل علمائے صوفیہ نوربخشیہ کے مرکزی قائدین نے کی کانفرنس میں علما و دانشوران نوربخشیہ کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی کانفرنس سے مولانا محمد شفیع مطہری، مولانا علی محمد محمدی، مولانا اشتیاق احمد کوروی، مولانا موسیٰ علی تھلے، مولانا عارف حسین تلس، مولانا محمد بشیر آفتاب یوچنگ سید علی شاہ سرمک، مولانا علی محمد ہادی شگر، مولانا غلام رسول شگر، مولانا محمد علی عارف کیریس، مولانا مراد علی نوری کریس، مولانا عبدالحمید، مولانا شیخ عبداللہ، سید صادق علی شاہ بلغاری، مولانا غلام حسین نورانی، مولانا محمد ابراہیم کھرکوہ، مولانا ذاکر حسین حیدری ماسٹر سجاد حسین کرائینگ، صوفی غلام محمد سرمک، سجاد حسین بلغاری، غلام علی حیدری اور غلام حسن حسو نے خطاب کیا۔

کانفرنس میں دونوں اضلاع سے تعلق رکھنے والے فرزندان توحید کی کثیر تعداد نے شرکت کی اور تبلیغ و ارشاد کی ضرورت و اہمیت اور مختلف موضوعات پر غور و خوض کیا گیا آخر میں مختلف علاقوں میں تبلیغ و ارشاد کے لئے جانے والے وفود کی نامزدگی عمل میں آئی اور نئے عزم و ولولے کے ساتھ روانہ ہوئے۔

واضح رہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے مذکورہ دونوں تاریخوں کو مدرسۂ شاہ ہمدان سکردو کے زیر اہتمام یہ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے اور بلتستان کے مختلف علاقوں میں تبلیغ و ارشاد کا کام ہو رہا ہے جس کا نہایت شاندار نتیجہ نکل رہا ہے۔

☆☆☆

سپریم علمائے نوربخشیہ کونسل کی تقریب حلف برداری

۳ جنوری ۲۰۰۷ء کو سرموں میں سپریم علمائے نوربخشیہ کونسل کی تقریب حلف برداری کی تقریب منعقد ہوئی تقریب میں دونوں اضلاع سے تعلق رکھنے والے علمائے نوربخشیہ کی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی جس کی صدارت سپریم کونسل علمائے صوفیہ نوربخشیہ کے مرکزی صدر مولانا مفتی عبداللہ نے کی۔ مولانا محسن علی نے استقبالیہ پیش کیا اور مورخہ ۶ اگست ۲۰۰۶ء کو براہ میں ہونے والے فیصلوں کو توثیق کے لئے پیش کیا جسے حاضرین نے منظور کیا اور انہوں نے اس کی روشنی میں ہونے والی پیش رفت سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ کونسل کے امیر مولانا مفتی عبداللہ نے کابینہ کے ارکان اور مختلف شعبوں کے لئے مقرر کردہ ارکان سے حلف لیا۔

حلف برداری کے بعد مسلک کو درپیش مختلف معاملات بالخصوص صوفیہ و امامیہ کے نام پر ہونے والے اختلافات پر غور و خوض کیا گیا اور طے پایا کہ اختلافات سے بچا جائے اور لیول کو کم کیا جائے علماء و دانشوران نوربخشیہ کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی کانفرنس سے مولانا محمد شفیع مظہری، مولانا علی محمد محمدی، مولانا اشتیاق احمد کوروی، مولانا موسیٰ علی تھلے، مولانا عارف حسین تلس، مولانا محمد بشیر آفتاب یوچنگ سید علی شاہ سرمک، مولانا علی محمد ہادی شگر، مولانا غلام رسول شگر، مولانا محمد علی عارف کیریس، مولانا مراد علی نوری کریس، مولانا عبدالحمید، شیخ عبداللہ، سید صادق علی شاہ بلغاری، مولانا غلام حسین نورانی، مولانا محمد ابراہیم کھرکوہ، مولانا ذاکر حسین حیدری ماسٹر سجاد حسین کرامنگ، صوفی غلام محمد سرمک، سجاد حسین بلغاری، غلام علی حیدری اور غلام حسن حسو نے خطاب کیا۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ نمبر 25 سے، بقیہ نمبر 3)

شریعت محمدیہ جنسی رابطے کی صورت میں صرف حشفہ کا شرمگاہ میں چھپ جانا ہی وجوب غسل کا سبب ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ ہاں اگر احتلام کی حالت میں انزال نہ ہوا ہو تو غسل واجب نہیں ہوگا گویا احتلام کی صورت ہو تو وجوب غسل کے لئے انزال شرط ہے۔ بیداری کی حالت میں جنسی رابطہ کے لئے حشفہ کا فرج میں داخل ہونا ہی وجوب غسل کا سبب شرعاً ثابت ہے پورے آلہ تناسل کا فرج میں چھپ جانا شرعاً ضروری نہیں ہے۔

جواب نمبر 4: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اپنی بیمار بیوی کے لئے شوہر کا خون کا عطیہ دینا شرعاً جائز ہے۔ اس قسم کے سوال کا جواب پہلے بھی دیا جا چکا ہے۔

جواب نمبر 5: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر کسی حاجی سے حج کا ایک واجب عمل بجا آوری سے رہ گیا ہو تو اگر وہ حج واجب تھا تو ایسا حاجی صاحب واجب حج کی بجا آوری سے شرعاً سبکدوش نہیں ہوگا۔ اُس کے لئے ایک بار پھر حج کو جانا پڑے گا کیونکہ اس کا پہلا حج شرعاً ناقص ٹھہرا ہے۔ حج کا شرعاً کامل ٹھہرنا ضروری ہے۔ سائل کو چاہئے تھا کہ حج کا جو واجب عمل بجا آوری سے رہ گیا ہے اس کا صراحتاً تذکرہ کیا جاتا۔

جواب نمبر 6: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ صرف سورہ پر اکتفا والی رکعت میں بھول کر ضم سورہ کی خاطر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ چکنے کے بعد اُسے یاد آ جائے کہ ضم سورہ کا یہ محل نہیں ہے۔ تو اس سے نماز کی صحت پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑے گا البتہ ایک قرآنی آیت کا اضافہ ہونے کی وجہ سے سجدہ سہو شرعاً کرنا پڑے گا۔ خوب آگاہ رہے کہ صرف سورہ فاتحہ پر اکتفا والی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بجائے کلمات اربعہ پڑھنے پر اکتفا کرنا بھی شرعاً روا ہے جیسا کہ پہلے اس بات کا ذکر آ چکا ہے۔

☆☆☆

قارئین کے خطوط

این وائی ایف، اسلام آباد

☆ جناب مدیر نوائے صوفیہ۔ السلام علیکم۔ سکول نتائج کی رپورٹ پیشِ خدمت ہے تاکہ شاملِ اشاعت ہو سکے۔ اگر میرا مضامین ریکارڈ میں نہیں ہے تو وضاحت فرمائیں میں نیا مضمون لکھ دوں گا۔

تمام کارکنان نوائے صوفیہ کو سلام عرض ہے۔ (محمد ابراہیم ضلعی ہیڈ ماسٹر فیڈرل گورنمنٹ پرائمری سکول یوچنگ)

جواب: آپ کی جانب سے ارسال کردہ مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ مزید ارسال کریں تو شائع کریں گے۔

☆ السلام علیکم۔ میں نوائے صوفیہ کو بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔ رسالہ دیر سے شائع ہونے اور قلیل تعداد میں ہونے کی وجہ سے بہت سے لوگ دین فہمی کی سعادت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ براہ کرم رسالے کو کثیر تعداد میں بروقت شائع کرنے کی کوشش کریں۔ (صوفی محمد اسماعیل سلترو)

☆ السلام علیکم۔ میں نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ رسالہ پڑھ کر دل کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ دنیائے تصوف کی خبریں پڑھ کر بہت خوشی حاصل ہوتا ہے۔

بندہ رسالے کی مزید ترقی اور علامہ صاحب کی درازی عمر کے لئے دعا گو ہوں۔ (بشارت علی حسنی ڈوغنی حیدرآباد)

☆ السلام علیکم۔ پہلی مرتبہ نوائے صوفیہ بغور پڑھا۔ کافی اچھا لگا۔ ماشاء اللہ دینی لحاظ سے کافی معلوماتی رسالہ ہے۔ اور مضامین بھی اچھے ہیں۔ ایک مضمون ارسال خدمت ہے۔ (مرتضٰی خیف یوچنگ)

☆ السلام علیکم۔ میں نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ شمارہ نمبر 92 میں فریدہ بتول کا مضمون "بچوں کی دینی تعلیم کی ضرورت" بہت پسند آیا۔ ہر شمارے میں دینی تعلیم کا ایک مضمون شامل ہونا چاہئے۔ (ذاکر علی یوچنگوی، متعلم کراچی یونیورسٹی)

☆ السلام علیکم۔ میں نوائے صوفیہ کی وساطت سے صوفیہ نوربخشیہ کے نوجوانوں کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے قیمتی اوقات کو تھوڑا بہت مذہب کی خدمت کرنے کے لئے وقف کریں۔ نوائے صوفیہ کو جوانوں کے تعاون کی ضرورت ہے نوائے صوفیہ کو اپنی آراء سے نوازیں۔ مضامین، خبریں وغیرہ بھیج دیں۔ (ذاکر حسین ممبر نوائے صوفیہ)

☆ السلام علیکم۔ نوائے صوفیہ کے لئے یہ میرا پہلا خط ہے۔ میں اس رسالے کا بہت شوق سے مطالعہ کرتا ہوں یہ میرا پسندیدہ رسالہ ہے۔ تمام اراکین نوائے صوفیہ کو میری طرف سے سلام عرض کرتا ہوں۔ (محمد ابراہیم ولد اسماعیل، بلغار گمبا اوبنگو تھنگ)

☆ محترم علامہ صاحب اور جی ایچ معروفی صاحب! السلام علیکم۔ دینی تعلیم کی اشاعت کے سلسلے میں نوائے صوفیہ کا کردار قابل صد تعریف ہے۔ "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے نام سے شائع شدہ کتابچہ ایک وسیع علمی ذخیرہ ہے۔ اس سلسلے میں ادارہ نوائے صوفیہ حافظ ذاکر حسین صاحب اور اُن کے معاونین مبارک باد کے مستحق ہیں۔ دیگر NLI جوانوں کی خدمات بھی ناقابل فراموش ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ "مجموعہ شریعت محمدیہ" کی شرح کو بھی شائع کیا جائے تاکہ تعلیم یافتہ طبقہ اس سے خاطر خواہ مستفید ہو سکے۔ رسالہ کی وساطت سے انڈیا کے نوربخشی عوام خصوصاً ڈیرہ دون کے نوربخشیوں کو ہدیہ سلام پیش ہے۔ (مولانا محمد بشیر افتاب مدرس، پرائمری سکول یوچنگ)

☆ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں۔ رسالہ کے لئے سالانہ چندہ ارسال خدمت ہے دیگر میری طرف سے مولانا سید سلطان محمد شگری صاحب کو گولڈ میڈل حاصل کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور

فاضل محقق حافظ محمد انور بلغاری صاحب نصاب زکوۃ پر تحقیقی خدمات کو سراہتا ہوں۔ دیگر اراکین نوائے صوفیہ کو سلام عرض ہے۔ (سپاہی سوئی کلیم 9 این ایل آئی رجمنٹ)

☆ پچھلے شمارے میں محترمہ فریدہ بتول کا مضمون پڑھ کر بہت خوشی حاصل ہوئی۔ مضمون کو تھوڑا جامع بنانے کی ضرورت ہے۔ مجھے امید ہے کہ موصوفہ آئندہ اس بات کا خیال رکھے گی۔ نوائے صوفیہ میں بچوں اور عورتوں کے لئے مضامین کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے۔ (محمد حسین شارگو، چھوربٹ مقیم اسلام آباد)

☆ نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہونے کے ساتھ ساتھ براہ پائین میں رسالے کا نمائندہ بھی ہوں جب بھی نوائے صوفیہ آتا ہے تو میرے سارے دوست مل کر اس کا مطالعہ کرتے ہیں اور مضامین وغیرہ پر تبصرہ بھی ہوتا ہے۔ جس سے دین کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ (محمد شریف دلشاد نمائندہ نوائے صوفیہ براہ پائین)

☆ نوائے صوفیہ کی مستقل خریدار ہوں۔ شمارہ نمبر 91 نہیں ملا۔ اس کی اطلاع دیں۔ (علی محمد نوشاد، گوجرانوالہ کینٹ)

جواب: آپ کا رسالہ آپ کی خواہش کے مطابق گاؤں کے پتے پر بھجوایا جا رہا ہے۔

☆ محمد علی ولد حسن یوچنگ کا سالانہ چندہ اسلام آباد میں دیا تھا مگر سات، آٹھ ماہ ہوئے رسالہ نہیں مل رہا ہے۔ کیا وجہ ہے؟ (فہیم رضا بگٹی، نمائندہ چپلو)

جواب: محمد علی ولد حسن کا رسالہ لاہور گلبرگ کے پتہ پر بھجوایا جا رہا ہے اگر پتہ تبدیل کرنا ہے تو مطلع کر دیں۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ نمبر 20 سے، بقیہ نمبر 1)

شخص خالی ہاتھ ہے اس نے یہاں مقررہ و معینہ مدت گزارنی ہے یہ مدت عمر کہلاتی ہے اسکے پاس صرف عقل فہم اور ایمان کا سرمایہ ہے جن کی مدد سے اس نے وہیں ایمان و اعمال کی تجارت کرنی ہے کچھ لوگ یہاں سے خوب دولت کماتے ہیں کچھ یہاں سے نقصان اٹھاتے ہیں کچھ یہاں کھیل تماشا دیکھ کر وقت ضائع کرتے ہیں کچھ اس کی رنگینیوں میں کھو کر رہ جاتے ہیں کچھ اس میں غیر ضروری طور پر الجھ کر نہ گھر کا نہ گھاٹ کا کا مصداق بن جاتے ہیں جب مقررہ مدت یعنی عمر ختم ہو جاتی ہے تو ایمان و اعمال کسب کرنے والے اپنی کامیابی پر شاداں و فرحاں اور غافل لوگ اپنے عمر کی بربادی اور کچھ حاصل نہ کر سکنے پر غمگین و پشیمان ہوتے ہیں مگر ان کی پشیمانی اب انہیں کوئی فائدہ نہیں دیتی اس لئے عقل مند وہی ہے جو فائدہ حاصل کرے نقصان سے بچے مقصد حیات کو مدنظر رکھے جس کام کے لئے بازار گیا ہے اسی کام کو مکمل کرے غیر ضروری کاموں اور باتوں میں پڑنے سے اجتناب کرے قرآن پاک اور احادیث نبوی میں انہی حقائق کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے اور انسان کو ہوشیار رہنے اور اپنے مقصد حیات کو مدنظر رکھنے پر زور دیا ہے۔ (جاری ہے)

☆☆☆

(بقیہ صفحہ نمبر 21 سے، بقیہ نمبر 2)

اس لئے ہمیں علم حاصل کرنے پر خصوصی توجہ دینی ہوگی جب تک ہم علم حاصل نہیں کریں گے ترقی نہیں کر سکیں گے علمی پسماندگی کے نتیجے میں ہم ترقی و عروج سے محروم رہ جائیں گے اور ان قوموں اور ملکوں کے دست نگر رہنے پر ہم مجبور ہونگے جو تعلیم یافتہ ہیں اور فروغ تعلیم کی بدولت ترقی یافتہ کہلاتی ہیں اور دنیا کو اپنی اقتصادی، سیاسی، فوجی اور سائنس و ٹیکنالوجی کی طاقت کے ذریعے کنٹرول کرتی ہیں اور اپنے من پسند مختلف لوگوں کو تخت حکومت پر بٹھا کر اپنے مفادات کے لئے خوب استعمال کرتے ہیں اور اپنا مطلب پورا ہونے کے بعد انہیں عبرت کا نشان بنا دیتے ہیں۔

☆☆☆

وصولیات

1- ماسٹر زاھد کنڈس کھت 200/-
2- ماسٹر شکور علی نمائندہ سرکیب چھلو 400/-
3- حاجی محمد بلا مستقل خریدار (ہماری جانب سے بدستور جاری ہے) 200/-
4- غلام مہدی، نمائندہ سکردو 1660/-
5- سپاہی محمد چو مستقل خریدار 200/-
6- حوالدار غلام عباس، سینو ٹرنگیائی گرونگ (مستقل خریدار) 200/-
7- غلام محمد خان صاحب، نمائندہ کراچی 1428/-
8- محمد اشرف، نمائندہ منگھو پیر، کراچی 750/-
9- حوالدار کلرک علی محمد فرانوی (آپ کی سفارش پر آپ کو آئندہ 20 کاپیاں ارسال کریں گے۔) 300/-

(چندہ جو بذریعہ مولانا انور صاحب وصول ھوا)

10- دنیال، سکردو 200/-
11- عبدالرحمٰن صاحب ولد اسحاق، خریداری نمبر 861 300/-
12- آخوند نثار حسین مچلوی، این ایل آئی خریداری نمبر 911 200/-
13- سپاہی موسیٰ علی کلیم 200/-
14- بذریعہ نمائندہ اسلام آباد 540/-

☆☆☆

تصوف کے پروانوں کے لئے

خوشخبری

سہ ماہی تصوف انٹرنیشنل عنقریب سکردو سے شائع کی جارہی ہے۔

سہ ماہی تصوف انٹرنیشنل آئمہ طاہرین، اولیاء کرام، بزرگانِ دین کے عظیم مشن کو عام کرنے کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

رسائل کی دُنیا میں عام روش سے ہٹ کر سہ ماہی تصوف انٹرنیشنل گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے روشنی کے سفیر کا کردار ادا کرے گی۔ انشاء اللہ آپ کے گھر کے ہر فرد کے لئے تصوف انٹرنیشنل کا مطالعہ دینی اور علمی معلومات میں گرانقدر اضافے کا باعث ہوگا۔

چونکہ

- ☆ تصوف انٹرنیشنل کے اجراء کا مقصد:
- ☆ موجودہ نسل آدم کے لئے قرآن وحدیث کا زندہ پیغام۔
- ☆ تاریخ اسلام کے شفق رنگ صفحات، مجاہدین کے کارنامے۔
- ☆ بزرگانِ دین کے ناقابلِ فراموش واقعات اور تصوف کے موضوع پر روایت شکن تحریریں۔
- ☆ مخفی علوم اور آپ کی زندگی کے مسائل کا حل۔
- ☆ جہالت اور تنگ نظری کے خلاف جہاد۔

آج ہی اپنی کاپی بُک کرائیں اور فروغ تصوف کے لئے ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ سالانہ خریداری بمعہ ڈاک خرچ مبلغ -/250 روپے بھجوا کر حاصل کرسکتے ہیں۔

"سہ ماہی تصوف انٹرنیشنل"

پوسٹ بکس نمبر 602، جی پی او، سکردو

بلتستان فون نمبر 0335-4103605، فیکس نمبر 05831-55201

ای میل: taswoof@yahoo.com

امیدوں کا مرکز

اہلِ صوفیہ نوربخشیہ کے خوابوں کی تعبیر
مدرسہ شاہ ہمدان، سکردو میں داخلہ شروع

مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو میں یکم مارچ 2007ء سے درجہ اوّل میں داخلہ جاری ہے۔ داخلہ کے خواہشمند طلبا مدرسہ کے دفتر سے رابطہ کر کے داخلہ فارم حاصل کریں۔

شرائط داخلہ:

☆ خواہش مند امیدوار نوربخشی مسلک سے تعلق رکھتا ہو۔

☆ کم از کم مڈل پاس ہو اور جسمانی طور پر صحت مند ہو۔

☆ ناظرہ قرآن مکمل کیا ہوا ہونا لازمی ہے۔

سہولیات:

☆ تمام نصابی کتابیں اور کاپیاں مفت فراہم کی جائیں گی۔

☆ صاف ستھرے ماحول میں دینی و اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ رہائش اور خوراک مفت فراہم کی جائے گی۔

☆ سال میں ایک دفعہ یونیفارم مفت فراہم کیا جائے گا۔

☆ مروجہ تعلیم یعنی دُنیاوی تعلیم کے حصول میں مواقع کی فراہمی۔

☆ میٹرک کے حساب اور انگریزی مضامین کی تیاری کے لئے ٹیوشن کا انتظام (مفت)۔

ناظمِ اعلیٰ
مدرسہ شاہ ہمدان، سکردو (رجسٹرڈ)، بلتستان